SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, September 04, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past eleven in the morning with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وقال الذین کفرو ا لا تسمعوا الھذا القران والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔ فلنذیقن الذین کفروا غذاباًشدیدًا ولنجزینھم اسوا الذی کانویعلمون۔ ذٰلک جزاء اعداٗ اللہ النار لھم فیھادارالخلد جزآءً بماکانو ابایتنایجحدون۔ وقال الذین کفروا ربنا ارنا الذین اضلّٰنا من الجن والانس نجعلھما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلین۔

ترجمہ: اور کافروں نے کہا کہ تم اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں غل مچاؤ تاکہ تم غالب ہوجاؤ پس ہم ضرور کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور ہم انہیں ان کے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے اللہ کے دشمنوں کی یہی سزا آگ ہی ہے ان کے لیے اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے اس کا بدلہ جو ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور کافر کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں وہ لوگ دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا جنوں اور انسانوں میں سے ہم

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, September 04, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past eleven in the morning with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وقال الذین کفرو ا لا تسمعوا الھذا القران والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔ فلنذیقن الذین کفروا غذاباًشدیدًا ولنجزینھم اسوا الذی کانویعلمون۔ ذٰلک جزاء اعداٗ اللہ النار لھم فیھادارالخلد جزآءً بماکانو ابایتنایجحدون۔ وقال الذین کفروا ربنا ارنا الذین اضلّٰنا من الجن والانس نجعلھما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلین۔

ترجمہ: اور کافروں نے کہا کہ تم اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں غل مچاؤ تاکہ تم غالب ہوجاؤ پس ہم ضرور کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور ہم انہیں ان کے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے اللہ کے دشمنوں کی یہی سزا آگ ہی ہے ان کے لیے اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے اس کا بدلہ جو ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور کافر کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں وہ لوگ دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا جنوں اور انسانوں میں سے ہم

انہیں اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیں تا کہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔

(سورۃ حم السجدہ آیات ۲۵ تا ۲۹)

Mr. Acting Chairman: First of all Leader of the House wants to say something.

کل آپ نے Rule کی بات کی تھی۔

Discussion regarding the attack by ISAF and the coalition forces on Angoor Adda

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the House): Sir, I agree with you that I myself pointed this out and this is the requirement of the rules as well but a very serious incident yesterday has taken place and I think that it would be in the fitness of things if the Government first of all makes a statement and then there is resolution on that issue that we would like to move and I hope that it would be a consensus resolution on that issue. Sir, first of all, we condemn in the strongest possible terms the ISAF and the coalition forces' attack which took place on the 3rd of September, 2008 on a village near *Angoor Adda* yesterday. Sir, as soon as the information of the attack was received by the Government of Pakistan like on previous occasions, since this Government has come into office, the US Ambassador was summoned to the Foreign Office, a very strong protest was lodged with the United States Ambassador in Pakistan and it was made absolutely clear to the United States which is presently commanding the ISAF forces that violation of Pakistani territory is not acceptable to the people of Pakistan and to the present

coalition Government. Our Ambassador in Washington has also been instructed to make a strong demarche to the US authorities there. We believe sir, that while actively pursuing our composite strategy to eliminate terrorism, no one should misunderstand the resolve of our proud people and the Armed Forces to defend the sovereignty and territorial integrity of Pakistan as was mentioned in our statement and this is the statement made by the Foreign Office yesterday. Such cowardly acts against innocent civilians can not only constitute a violation of the international humanitarian norms and the principles of the United Nations Charter but also fuel the fire of violence and hatred. Pakistan will never and I repeate sir, this is the resolve of the coalition Government and the people of Pakistan that Pakistan will never compromise on its sovereignty and is fully resolved to defend its territorial integrity at all costs. Our brothers and sisters in the tribal areas are equal citizens of the country. It is unfortunate that they continue to face the brunt of terrorists' violence of troops and individuals thus destructing their normal lives but also the attacks by the ISAF and coalition forces which cause immense grief and suffering. The Government and this Parliament demand from the international community as a whole to take due cognizance of the continued violation of international norms and adopt an objective and responsible approach in dealing with issue of terrorism. I would once again sir, like to reiterate on behalf of the coalition Government that Pakistan and the Government of Pakistan is absolutely not ready to tolerate under any circumstances

the violation of its territorial integrity and that the people of Pakistan, the proud poor and suffering people of Pakistan will rise in one wall to defend the territorial political and economic sovereignty of the state of Pakistan. Now sir, with your permission ....

جناب قائم مقام چیئرمین، میں ذرا House کو confidence میں لے لوں۔ ابھی ہم meeting کر رہے تھے تو پروفیسر خورشید نے یہی مسئلہ ادھر اٹھایا تھا کہ فوراً اس کا نوٹس لیا جائے، کل بہت زیادتی ہوئی ہے، ہماری territory میں معصوم بچے اور عورتیں قتل کی گئی ہیں۔ امریکن forces نے آ کر ان کو قتل کیا ہے، ادھر tribal area میں ہمارے پشتون بھائیوں کو۔ پروفیسر خورشید صاحب! آپ بھی comment کرنا چاہتے ہیں۔ چٹھہ صاحب بھی، اگر leaders کر لیں تو اچھا ہو گا۔ اس پر تھوڑا تھوڑا comment کریں پھر میری سارے اراکین سے گزارش ہے کہ Questions Hour میں ہی بیٹھ جائیں اور ایک joint resolution پر دستخط کر دیں تو پھر وہ unanimously pass ہو جائے گا۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, to make the proceeding in order, I may be allowed for suspension of the Questions Hour and then the entire proceeding will fall into order.

Mr. Acting Chairman: Please move.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of the Rule 38 of the said Rules regarding Questions Hour be dispensed with and the questions and their replies already placed on the table of the House be taken as read.

Mr. Acting Chairman: The motion is put to vote before the House as moved by the Leader of the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion stands carried. Yes, Professor Sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ نے فرمایا اس مسئلے پر میں نے Point of Order کے لیے آپ سے اجازت طلب کی تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ قائد ایوان نے تائید کی اور آگے بڑھ کر اس مسئلے کو اٹھایا۔ جہاں تک joint resolution کا تعلق ہے، ہم اس کے لیے تیار ہیں اور مجھے توقع ہے کہ قائد ایوان اس کا text ہمیں دکھا کر approve کروالیں گے۔ لیکن مسئلہ صرف قراردادوں کا نہیں ہے۔ پہلے ذرا حقائق کو سمجھ لیجیے کہ کیا ہیں۔

میرے record کی حد تک 2004 سے اب تک American اور ISAF کی forces نوے سے زیادہ بار پاکستان کی sovereign حدود کی خلاف ورزی کرچکی ہیں۔ ان میں minor violations بھی ہیں اور ان میں وہ major violations بھی ہیں جس میں ان کے predators نے آکر لوگوں کو مارا ہے، civilians کو مارا ہے، علاقوں کے علاقے تباہ کیے ہیں، ایک مسجد و مدرسے کو تباہ کیا اور تازہ ترین واقعہ کل انگور اڈہ کے علاقے میں ہوا ہے۔

دوسری بنیادی بات یہ ہے کہ پہلا موقع ہے، اب تک وہ صرف فضا سے موت downpour کرتے تھے لیکن یہ پہلا موقع ہے کہ ان کے تین helicopters ہماری زمین پر اترے ہیں، ان میں جو فوجی تھے انھوں نے نکل کر اندھا دھند firing کی ہے۔ وہ علاقہ نہ کوئی training camp تھا، نہ وہاں پر طالبان کا یا کسی اور کا کوئی مرکز تھا۔ عام شہری، دیہاتی اور میری اطلاع کی حد تک 27 افراد شہید ہوچکے ہیں جن میں بڑی تعداد خواتین اور بچوں کی ہے۔ یہ اندھا دھند firing ہوئی ہے۔ یہ کئی گھنٹے وہاں موجود رہے ہیں اور جناب والا، مجھے اجازت دیں کہ میں یہ بھی بتاؤں کہ خود I.S.P.R. کے نمائندے نے کل ٹی وی کے اوپر اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس مقام سے دو کلومیٹر پر پاکستان کی فوجی چوکی موجود تھی۔ وہ فوجی چوکی کیا کررہی تھی؟ وہ دو گھنٹوں تک جوتے پہن رہے تھے؟ کسی کارروائی کے لیے ان کے پاس

کوئی orders نہیں تھے؟ یہ دوسرا بنیادی fact ہے، جو ہمیں سامنے رکھنا چاہیے۔

جناب والا! تیسری بات یہ ہے کہ اگر آپ کی نگاہ بین الاقوامی پریس پر ہو تو میں آپ سے صاف کہنا چاہتا ہوں کہ پورے جولائی کے مہینے میں امریکہ کے policy makers اور افغانستان کی موجودہ حکومت اور اس کے نمائندے یہ بات کھلے بندوں کہتے رہے کہ اب لڑائی کو پاکستان کی سرزمین پر ہونا ہے، ہمیں اس کو یہاں تک extend کرنا ہے۔ اگر آپ حوالہ چاہتے ہیں تو سب سے اہم مضمون وہ ہے جو افغانستان کے ناروے میں سفیر نے لندن ٹائمز میں لکھا ہے۔ اس نے صاف کہا ہے کہ ہماری strategy آئندہ کے لیے یہ ہے کہ پاکستان کو centre of war بنانا ہے۔ اگر آپ کے سامنے تازہ foreign affairs ہو جو ابھی کل ہی آیا ہے ستمبر اور اکتوبر کا تو اس میں آپ یہ دیکھ کر متعجب ہوں گے

"There is little co-relation or integration of policies towards Afghanistan and Pakistan although the two countries now constitute a single theatre of war"

یہ ہے جناب والا! وہ فکر جسے پروان چڑھایا جارہا ہے۔ میں آپ کی توجہ ہندوستان کے journalist Praful Bidwai کے مضمون جو The Hindu میں شائع ہوا ہے اور پھر یہاں The News میں شائع ہوا ہے، اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ 12 اگست کا ہے اور اس میں اس نے صاف کہا ہے کہ

"The military is under enormous pressure from the US to escalate its operations against the Taliban in the badlands along the border with Afghanistan or to allow the US led International Security Assistance Force to undertake anti-militant raids across the border. Its Frontier Corps is unwilling and incapable of fighting pro-Taliban elements. The army's authority stands greatly eroded and its popular acceptance, which has taken a beating over the past years, is plumbing new lows".

جناب والا! یہ کوئی out of the bloom واقعہ نہیں ہوا بلکہ یہ پورا scenario set

ہوا ہے۔ جناب والا! اس context میں، میں یہ صاف کہنا چاہتا ہوں کہ بلاشبہ موجودہ حکومت نے مشرف کے دور کی حکومت کے مقابلے میں کم از کم زبانی احتجاج کیا۔ میں ناانصافی نہیں کروں گا لیکن دوسری طرف میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ زبانی احتجاج غیر موثر ہے، کبھی کارآمد نہیں ہوا اور جو قوم اپنی sovereignty کو defend کرنے کو تیار نہ ہو، sovereignty بیانات سے، اپیلوں سے، مذمتیں کرنے سے نہیں ملتی۔ اس کے لیے اٹھنا پڑتا ہے، face کرنا پڑتا ہے اور اسی نے embolden کیا ہے نہ صرف امریکہ اور NATO کی forces بلکہ جناب کرزئی اور ان کے کارندوں کو کہ وہ پاکستان کو طعنہ بھی دیں، اقدام بھی کریں۔ اب تک وہ ہوائی قوت استعمال کررہے تھے، کبھی helicopters جو manned تھے اور کبھی predators جو non-manned تھے لیکن چونکہ ہم نے جواب نہیں دیا، چونکہ ہم نے اپنی sovereignty کا، اپنی حدود کا، اپنے borders کا دفاع نہیں کیا، ہم نے اپنی فوج کو اپنے لوگوں کو مارنے، علاقوں کو تباہ کرنے، تین سے پانچ لاکھ افراد کو بے گھر کرنے کے لیے استعمال کیا۔

پوری دیدہ دلیری کے ساتھ، پوری درندگی کے ساتھ، امریکہ ہمارے borders کو violate کرتا رہا، ہم لوگوں کو مارتا رہا، ہم لوگ check نہیں کرسکے۔ اس کا واحد راستہ ہے اور وہ راستہ یہ ہے کہ خواہ ان کے فوجی آئیں یا ان کے predators آئیں، یا ان کے helicopters آئیں، آپ انہیں shoot down کردیں۔ یہی وہ زبان ہے جو وہ سمجھ سکتے ہیں اور یہ U.N. Constitution کے تحت، U.N. Charter کے تحت ہمارا حق ہے اور قوم سے وفاداری کے تحت ہمارا تقاضا اور ہماری ذمہ داری ہے۔ محض demarche دے دینا اور سفیر کو بلا لینا ہرگز کافی نہیں ہے، وہ اس کی تلافی نہیں کرسکتا۔

جناب والا! اس لیے میں اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرے کہ ان تمام intrusions اور interventions کو condemn کرے، یہ violation of our sovereignty ہے، یہ act of war ہے اور ہم ان کا مقابلہ جو قوت ہمارے پاس ہے، اس سے کریں گے۔ میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ جو آزادی کی حفاظت کرنا جانتے ہیں، جو ضمیر کی قوت رکھتے ہیں، طاقت کی asymmetry کوئی بات نہیں، asymmetry of power دنیا میں ہمیشہ رہی ہے، لیکن اپنی عزت کے دفاع کے لیے وہ react کرتے ہیں اور کرنا چاہیے۔

میں آپ کو مثال دینا چاہتا ہوں کہ لبنان میں حزب اللہ نے کس طرح اسرائیل کی sophisticated army کا مقابلہ کیا اور ان کو منہ کی کھانی پڑی۔ یہ صرف ہمت، عزم اور حوصلے سے ہوسکتا ہے۔

پاکستان کی آرمی کوئی معمولی آرمی نہیں ہے۔ ہم نے اس کو پالا ہے، اس قوم نے اس کے لیے قربانیاں دی ہیں اور یہ دنیا کی چوتھی یا پانچویں آرمی ہے۔ کیا ہم اپنے borders کا دفاع نہیں کرسکتے اور اگر نہیں کرسکتے تو پھر قوم یہ سوال کرے گی کہ ہم کیوں ایسی آرمی کو پالنے کے لیے اربوں روپیہ خرچ کریں اور لوگ غربت اور بے روزگاری کا شکار رہیں۔ ہم اپنی معاشی ترقی کو، بھوک اور فاقے کو مٹانے کے پروگرام کو موخر کرکے انہیں support کر رہے ہیں، بہترین اسلحہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر اس کے باوجود بھی یہ دفاع نہیں کرسکتے ہیں تو پھر قوم کو review کرنا پڑے گا لیکن مجھے یقین ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ ہماری فوج کی شاندار روایات ہیں، training ہے، جذبہ ہے اور سب سے بڑھ کر اس فوج کا moto ہے ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ۔ ہم اس فوج سے توقع رکھتے ہیں اور اس civil حکومت سے توقع رکھتے ہیں جو جمہوری حکومت ہے کہ یہ جمہوری حکومت، جمہور کے جذبات اور ملک کے مفادات کی خاطر ہمت سے کام لے۔ وہ وقت آگیا ہے کہ ہم امریکہ سے کہہ دیں کہ enough is enough. جناب والا! جب تک آپ یہ رویہ اختیار نہیں کریں گے، یہ راستہ نہیں رکے گا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نعیم چٹھہ صاحب۔ ان کے بعد رحیم مندوخیل صاحب، دونوں نے جس طریقے سے reference مجھے بھیجے ہیں، ہاتھ اٹھا کر۔ I wish کہ ہم اس stage میں آجائیں کہ آپ button دبائیں اور مجھے ادھر پتا لگے۔ ہیڈ ماسٹر کی کلاس کی طرح ہاتھ اٹھانا، مزہ نہیں آتا۔ جی نعیم چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب محترم چیئرمین صاحب، جو مسئلہ محترم میاں رضا ربانی صاحب قائد ایوان نے اس ایوان میں اٹھایا ہے اور جس کی تائید بہتر الفاظ میں پروفیسر خورشید احمد صاحب نے کی، میں بھی اسی سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا

چاہتا ہوں بلکہ اسے کچھ آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔ Day before yesterday NATO forces نے یا American forces نے جس بے دردی سے بربریت کا مظاہرہ بےقصور اور معصوم جانوں پر کیا اس کی جتنی بھی زبانی کلامی مذمت کی جائے کم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ الفاظ نہیں ہیں اور according to Prof. Khurshid Ahmed 90 بار وہ اس طرح زیادتی اور جسارت کر چکے ہیں ' ہماری سالمیت اور sovereignty پر حملہ ہوا ہے لیکن جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے زبانی یا ان کے سفیر صاحب کو بلا کر یا ہماری قیادت وہاں جا کر مذمتیں کر چکی ہے امریکی قیادت کی لیکن کسی قسم کا کوئی فرق نہیں آیا' انہوں نے کسی قسم کی کوئی heed pay نہیں کی۔ یہ مزید ہماری nonentity کا اور محرومی کا اور بے بسی کا ایک بین ثبوت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ہر بار سخت سے سخت الفاظ میں جتنی بھی بات کرتے ہیں سوائے پریشانی' پشیمانی اور بے بسی کے ہمارے حصے میں کچھ نہیں آتا۔ جب وہ ہمارے allied country ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ سب سے زیادہ بلکہ امریکہ سے زیادہ پاکستان نے اس دہشت گردی اور امریکن جنگ کے defence اور دفاع میں حصہ لیا لیکن اس کی قیمت ' عزت اور پذیرائی ہمیں یہ ملتی ہے کہ جب کبھی وہ چاہتے ہیں تو بلاتکلف' کچھ تکلف نہیں' کوئی پوچھ گچھ نہیں' وہ آ کر border cross کرتے ہیں اور حملہ کرکے ہمارے بےگناہ شہریوں کو' بےقصور جانوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ یہ ہمارے لیے یقیناً ایک بہت ذلت آمیز اور ہتک آمیز رویہ ہے۔ جس حد تک بھی اس کو condemn کیا جا سکے کرنا چاہیے میں اس کے لیے الفاظ نہیں ڈھونڈ پاتا۔

جناب والا! اگر ہمارے فرنٹ لائن پر ہونے' سب سے اچھا دوست ہونے اور سب سے زیادہ قربانیاں دینے کا یہ صلہ ہے تو پھر اس دوستی سے ہم باز آئے۔ جناب والا! ہمارے جتنے مسائل ہیں صرف اسی وجہ سے ہیں' جتنے بحران ہیں صرف اسی وجہ سے ہیں۔ اب کئی مہینوں سے خاص طور پر پاکستان میں زندگی اجیرن ہو گئی ہے۔ کل ہمارے وزیر اعظم صاحب پر حملہ ہوا ہے اور اسلام آباد میں ہوا اور highly secured zone میں ہوا ہے۔ ہماری بھی کوئی sovereignty, سالمیت' اہمیت' طاقت ہے اور ہم nuclear power بھی ہیں۔ ایک اچھی قوم کی قیادت بھی کرتے ہیں۔ پاکستان میں بہت دلیر اور جانیں قربان کر دینے والے' فدا ہو جانے والے لوگ بستے ہیں لیکن ہماری قیادت یا پارلیمنٹ کی یہ حیثیت ہے کہ ہم کچھ بھی نہیں کر

پاتے۔

جناب والا! جیسے پرسوں گورنر سرحد نے بھی اس حملے کو خاص طور پر پاکستان پر حملہ قرار دیا ہے تو اس سے زیادہ ہم کیا چاہتے ہیں' ہم کن بات کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے friendly country and ally ہونے کے باوجود ہماری عزت نہیں کر پاتے تو ہم پر یہ لازم آتا ہے' ہمارا یہ فریضہ بن جاتا ہے کہ ہم بھی انہیں ایک دفعہ اسی زبان میں جواب دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک دفعہ ایسا ہوا تو دوبارہ وہ کبھی border cross نہیں کریں گے اور ہماری سالمیت کو کبھی challenge نہیں کریں گے اور ہماری دوستی کو اتنا بے تنگ و نام نہیں سمجھیں گے کہ ہم اتنے بے شرم ہیں کہ سب کرنے کروانے کے باوجود بھی ان کے loyal friend ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ قوم پہلے ہی انتظامی' سیاسی' مہنگائی' رشوت اور دفاعی لحاظ سے بھی اتنی کمزور ہوتی جا رہی ہے اور پھر لوڈ شیڈنگ' ہر چیز جہاں دیکھیں اندر سے' ہر صبح پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا یہی باتیں بتاتا ہے' بندے کو رونا آتا ہے' بندہ کدھر جائے after all we are Members of the Parliament. We are elected representatives of the people ہماری کچھ ذمہ داریاں ہیں' ہم کیا کریں سوائے رونے دھونے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف زبانی کلامی اور سفیر کو بلا کر مذمت کرنے کی بجائے عملی طور پر کچھ کرنا چاہیے جیسا کہ پروفیسر صاحب نے تجویز کیا ہے۔ میں ان کی شدومد سے تائید کرتا ہوں کہ خدارا! ایک دفعہ اپنی قوت کا' اپنی سالمیت کا اور ملک کی حفاظت کا مظاہرہ ضرور کریں۔ اس کے بعد نتیجہ دیکھیں' انشاء اللہ تعالیٰ ہم وہ قوم ہیں جو اپنی جنت کے لیے ہر چیز قربان کر سکتے ہیں تو یہ بھی ہماری جنت کا ایک فریضہ ہے کہ ہم اپنے بے قصور بھائیوں کی جانوں کا زیاں اس طرح ہوتے نہ دیکھیں اور جتنا کشمیر میں ظلم ہو رہا ہے اور جتنی human rights violation بھارت میں ہوتی ہے' فلسطین میں ہوتی ہے تو یقیناً بے غیرتی ہے ہم لوگوں کے لیے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قائد اعظم کی کوششوں سے ایک آزاد ملک دیا ہے لیکن ہم اتنے گئے گزرے ہیں کہ اس کی بھی حفاظت نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ذلت کی زندگی سے یقیناً موت بہتر ہے تو ہمیں عملی طور پر کوئی صحیح دفاعی پروگرام کے مطابق اس واقعہ پر کوئی اقدام کرنا چاہیے جس سے ہم مسلمان بھی لگیں' باغیرت بھی لگیں اور باعزت بھی لگیں اور یقیناً میں سمجھتا

ہوں کہ بےشرم اور بےغیرت لوگوں کی کوئی زندگی نہیں ہوتی اور کوئی ان کی عزت نہیں کرتا۔ اس قسم کی زندگی کسی کام کی نہیں ہوتی۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کی وساطت سے حکومت وقت سے استدعا کروں گا کہ وہ صحیح معنوں میں ایک دفعہ کوئی عملی قدم لیں، قوم ان کے ساتھ ہے، قوم ان سے بہت ساری امیدیں وابستہ کیے بیٹھی ہے۔ ہم سارے اپنی اپنی چیزوں میں لگے رہتے ہیں کہ آج وزیر اعظم بن گیا تو ٹھیک ہو جائے گا، آج صدر مشرف چلا گیا تو دودھ کی نہریں بہیں گی، آج زرداری صاحب، صدر ہاؤس میں پہنچ گئے تو سارے بحران ختم ہو جائیں گے۔ اللہ کرے کہ وہ ختم ہو جائیں لیکن اس کا عملی ثبوت بھی حکومت کو دینا ہوگا۔ ہم سارے ان کے ساتھ ہیں اگر صحیح طور پر پاکستان کی سالمیت کی اور پاکستانیوں کی حفاظت کر سکیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ ہے، ہم جان دینے کو تیار ہیں اور انشاء اللہ ہم ان کے ہر کام پر لبیک کہیں گے لیکن انہیں بحیثیت ایک صحیح مسلمان حکمران ہونے کا ثبوت دینا ہوگا۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ سب کو یہ احساس ہے اور خبر یہ تھی کہ اس گاؤں میں صبح ساڑھے چار بجے آ کر ہیلی کاپٹرز نے land کیا اور اس میں جو کارروائی ہوئی ہے اس کا اندازہ لگائیں۔ رمضان کا مہینہ ہے اور میں اس معاشرے کو جانتا ہوں وہاں چھ سال کا بچہ بھی روزہ رکھتا ہے۔ روزے میں وہ ہمارے مسلمانوں کو شہید کر کے چلے گئے ہیں، کب تک ہماری گت بنے گی؟ یہ میرا سوال ہے۔ جی رحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے کہ اس اہم موضوع پر بات کروں۔ جناب والا! اصل میں ہمارا جو مسئلہ ہے اس کے بارے میں اتنا کہوں گا کہ کل ہمارے وزیر اعظم پر قاتلانہ حملہ ہوا اور جہاں وہ حملہ ہوا وہاں ہمارے لوگ چند گھنٹوں کے اندر سراغ لگا لیتے ہیں کہ یہ کس نے کیا ہے اور کہاں سے ہوا ہے لیکن آج تک اس کی معلومات نہیں ہیں۔ جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ ہمارے وزیر اعظم پر حملہ کرنے والے کون ممکنہ لوگ تھے جو وزیر اعظم پر ایسی جگہ سے حملہ کر سکتے ہیں، ایسے حقائق ہمارے سامنے ہیں لیکن پارلیمنٹ کے ممبرز حقائق کو بالکل دوسرے رنگ میں پیش

کر رہے تھے۔ اصل سوال یہ ہے کہ ہمارا فاٹا کا علاقہ یا پشتونخواہ صوبہ سوات سے ڈیرہ اسماعیل خان تک، آج تمام دنیا جانتی ہے کہ غیر لوگ، عرب اور دوسرے یہاں آئے ہیں اور انہوں نے ہماری سرزمین پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ آج پاکستان کی حکومت، پاکستان کی فوج وہاں نہیں جا سکتی اور بنیادی طور پر ہم وہاں سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ یہ پوزیشن بنا لی گئی ہے اور پھر یہ خارجی لوگ، تمام دنیا جانتی ہے کہ پاکستان میں جو انتہا پسندی، دہشت گردی ہو رہی ہے، یہ ان لوگوں کے توسط سے ہو رہی ہے۔ ہم جب کہتے ہیں کہ واہ فیکٹری میں واقعہ ہوا۔ کیا ہم اس کے پیچھے نہیں جا سکتے کہ واہ فیکٹری تک کون آئے ہیں؟ کیسے آئے ہیں؟ اس کے بارے میں ہم نہیں دیکھ سکتے؟ اس کے بعد تمام واقعات ہیں کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے ہسپتال میں لوگوں کو کس نے قتل کیا اور کیوں کیا ہے اور قاتل کہاں سے آئے؟ آج اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہماری حکومت، ہماری مملکت پاکستان کی sovereignty کی دفاع نہیں کر رہی ہے۔ پاکستان کی جو sovereignty ہے وہ ان عناصر نے ختم کی ہے۔ میں حکومت کے بارے میں کہوں گا انگریزی میں ایک لفظ ہے کہ connivence, minimum. ایک قسم کی connivence کر رہی ہے اور اس سے ہمارے ملک میں حالات خراب ہیں۔ پہلی بات میری یہ ہے کہ ہمارے ملک میں terrorism کے ہاتھوں جو کچھ ہو رہا ہے وہ حکومت کو بھی معلوم ہے اور انہیں کنٹرول کرنا چاہیے لیکن ہمارے سیاسی لوگ بھی ان کو connive کر رہے ہیں۔ امداد دے رہے ہیں۔ یعنی basically وہ خوش ہوتے ہیں کہ واہ فیکٹری میں لوگ مارے گئے۔ اسی طرح ڈیرہ اسمٰعیل خان میں مارے گئے، اسی طرح پشاور میں مارے گئے۔

(اس موقع پر سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

یہ ہے position. پہلی بات۔ ہماری sovereignty کا ہماری حکومت دفاع نہیں کر سکتی ہے۔ اس حوالے سے میں general sovereignty کا لفظ استعمال نہیں کر رہا ہوں۔ Sovereignty concretely کہ ہمارے ملک میں ایسے اڈے نہیں ہوں گے جو ہمارے لوگوں کو قتل کریں۔ یہ ہے sovereignty کا دفاع۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہی عناصر غیرملکوں میں بھی مداخلت کرتے ہیں اور غیر ملک ان کو یہ موقع دیتے ہیں۔ یعنی آپ فرض کریں کہ کوئی اور بہانہ ڈھونڈ لیا ہے کہ وہ یہاں مداخلت کریں۔ ان کو بہانہ دینا کہ آپ جائیں اور افغانستان میں حملے کریں۔ جب آپ

افغانستان میں حملہ کرتے ہیں تو کیا وہ ایسے ہی بیٹھے رہیں گے اور کیا ہمیں کوئی معاف کرے گا؟ تو یہ اصل position ہے۔ دنیا کی تمام عقل سلیم رکھنے والی قوتیں اس پر متفق ہیں کہ ہمارے علاقوں میں اڈے بنا کر ہمارے لوگوں کو یرغمال بنایا گیا ہے۔ آپ ہمارے لوگوں سے پوچھیں کہ سالارزئی جو کہ باجوڑ ہے، جو باجوڑ کا ایک قبیلہ ہے، انہوں نے جرگہ نہیں کیا؟ انہوں نے بندوق خود نہیں اٹھائی؟ انہوں نے کہا ہے کہ ہماری ملڑی ہمارا دفاع نہیں کر رہی ہے۔ ہمارے ملیشیا والے ہمارا دفاع نہیں کر رہے ہیں اور خود انہوں نے بندوق اٹھالی ہے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی خارجی شخص یہاں آیا تو ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے۔ کیا اسی طرح درگئی میں ایک جرگہ نہیں ہوا؟ کیا کرم میں جرگہ نہیں ہوا؟ کیا جنڈولا میں جرگہ نہیں ہوا؟ اور کم از کم جرگے میں ۳۰ لوگوں کو explosion کے ذریعے suicide بم سے قتل نہیں کیا؟ درہ آدم خیل میں امن کے لئے جرگہ ہوا کہ خارجی آ رہے ہیں اور ہماری زمینوں پر قبضہ کر رہے ہیں اور اس میں ۳۰ یا ۳۷ لوگوں کو شہید نہیں کیا؟ یہ position ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے۔ Sovereignty of Pakistan کا اصل اور بنیادی مسئلہ آج یہ ہے کہ غیر ملکی یہاں آئے ہوئے ہیں اور ہماری زمین پر قبضہ کر رہے ہیں۔ پاکستان کے اختیارات کو ختم کیا گیا ہے۔ ہمارے لوگ جو وہاں رہتے ہیں ان کی ملکیت کو ختم کیا ہے۔ پھر دوسرے ملکوں میں بھی مداخلت کر رہے ہیں۔ ہم پاکستان کی sovereignty کا نہ اندرونی طور پر دفاع کر سکتے ہیں، نہ کر رہے ہیں اور نہ بیرونی طور پر ہم دفاع کر رہے ہیں کہ کوئی خارجی ہمارے گھر پر نہ آئے اور ہمارے گھر سے کسی اور علاقے میں حملہ نہ کرے۔ ہم بے بس ہیں۔ اس وقت پاکستان کا کوئی شخص نہیں کہہ سکتا ان لوگوں کو کہ آپ ہمارے علاقے سے نکل جائیں۔ آج ہماری فوج کے ۱۰، ۱۰ اور ۲۰، ۲۰ لوگ یرغمال ہو جاتے ہیں۔ کیوں ہو جاتے ہیں؟ یہ ان عناصر نے جو خارجی ہیں انہوں نے ایسے حالات بنائے ہیں اور ہماری فوج نے ایسی مداخلت کی ہے کہ ہمارے لوگ اسلحہ ڈالتے ہیں۔ ورنہ آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ ۳۰، ۴۰ آدمیوں پر حملہ ہوتا ہے اور وہ ایک گھنٹے میں surrender کر دیتے ہیں۔ یہ surrender ان لوگوں کی وجہ سے ہے۔ یہ لوگ اندر گھسے ہوئے ہیں جو واہ فیکٹری میں بھی explosion کر سکتے ہیں جو راولپنڈی چھاؤنی میں بھی کر سکتے ہیں۔ وہ کبھی بھی نازک ترین جگہوں پر سب کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ position ہے۔ Sovereignty اس حوالے سے ہماری خطرے میں ہے۔

جناب والا! اب اس تمام context میں آپ دیکھیں، میں تفصیل میں نہیں جا رہا ہوں۔ آپ کرم ایجنسی میں قتل عام کو دیکھ سکتے ہیں۔ آپ درہ آدم خیل میں قتل عام کو دیکھ سکتے ہیں۔ آپ باجوڑ، سوات اور دوسرے علاقوں میں ان عناصر کے ہاتھوں یہ سب کچھ ہوتا دیکھ سکتے ہیں۔ اب ان حالات میں جناب والا! sovereignty کا مسئلہ ہے۔ ہمیں اس case کو بھی اس نکتہ نظر سے دیکھنا چاہیے۔ آج ہمارے معصوم بچے مارے جاتے ہیں۔ آج ہر شخص جان رہا ہے۔ اس دن ہمارے سینیٹر رازق خان صاحب نے کہا اور ٹھیک کہا ہے پارلیمنٹ میں۔ رات کے ڈیڑھ بجے توپ خانہ پشاور سے درہ آدم خیل پر گولہ باری کر رہا ہے۔ عام لوگوں کو مار رہے ہیں۔ جو اصل لوگ ہیں جو یہ کام کر رہے ہیں وہ محفوظ ہیں اور ہمارے بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں۔ اسی طرح باجوڑ سے ڈیرہ اسماعیل خان تک ہمارے بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں۔ یہ واقعی قابل افسوس ہے، لیکن اس کے ذمہ دار کون ہیں؟ پارلیمنٹ نے جب نوٹس لینا ہے تو پارلیمنٹ کو یہ نوٹس لینا چاہیے کہ یہ جو عناصر ہیں ان کو ہم condemn کرتے ہیں۔ ان سے ہمیں اپنی sovereignty کو واپس لینا ہے۔ یہ ہماری پارلیمنٹ کو کرنا چاہیے نہ کہ کسی اور پر اس کا الزام لگانا چاہیے۔

اب آتے ہیں انگور اڈے پر۔ سب دنیا کو معلوم ہے انگور علاقے کے ارد گرد کتنے عرب لوگ نظر آئے اور وہ مارے گئے۔ کیا وہ اڈے لوگوں کو معلوم نہیں ہیں۔ اب اس حوالے سے یہ واقعہ ہوا ہے۔ اب جو سول آبادی اس میں ماری جاتی ہے اس کی ہم بالکل مذمت بھی کرتے ہیں، افسوس بھی کرتے ہیں، ناروا حال ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیے، لیکن اس کی ذمہ داری ان عرب عناصر پر عائد ہوتی ہے اور ان کے ساتھ ازبک عناصر اور چیچن شامل ہیں۔ ہمارے عوام کے قتل کی ذمہ داری ان پر ہے۔ میرا خیال تھا کہ آج رضا ربانی صاحب جو فرما رہے تھے کہ بڑا سانحہ ہوا ہے تو وزیر اعظم کے کیس سے وہ شروع کریں گے، لیکن وہ بالکل بھول گئے کہ وزیر اعظم پر ہمارے ملک میں حملہ ہوتا ہے لیکن ہم کسی کو point out نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم افسوس تک نہیں کر سکتے ہیں۔ تو میری عرض یہ ہے کہ اگر یہاں متفقہ کوئی Resolution منظور کرنا ہے تو اس frame میں کہ صرف condemn کرنا ہے، اپنی sovereignty کے دفاع میں تمام خارجی عناصر کو condemn کرنا ہے، particularly عرب اور دوسرے لوگوں کو condemn کرنا ہے۔ اس کے ساتھ پھر ہم نے اپنی sovereignty کے لئے ان لوگوں

سے جنہوں نے ہماری سرزمین پر قبضہ کیا ہے اور ہماری سرزمین سے دوسرے ممالک میں مداخلت کر رہے ہیں، ہم نے sovereignty کو حاصل کرنا ہے۔ پھر افغانستان سے بھی بات کرنی ہے کہ ہماری سرزمین سے آپ پر کوئی حملہ نہیں ہو رہا ہے۔ ہم اس کا انتظام کرتے ہیں اور آپ ہماری sovereignty میں مداخلت نہ کریں۔ اس حد تک اگر آپ یہ لائیں گے تو ہم آپ کے ساتھ اتفاق کریں گے۔ اگر آپ تمام مسئلے کو مسخ کرکے with due respect جو کچھ یہاں ہو رہا ہے اس کی غلط picture پیش کریں گے تو ایسی قرارداد سے ہم اتفاق نہیں کریں گے۔ جناب والا! آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ شکریہ۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جہاں تک پاکستان کے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی صاحب کے قافلے پر قاتلانہ حملے کی بات ہے مجھ سمیت، اس ہاؤس کے اراکین اور پاکستان کا ہر شہری اس کی مذمت کرتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک بزدلانہ کارروائی ہے، اس کا تعلق ملک کی اندرونی فورسز سے ہے یا اسے بیرونی طاقتوں کی آشیر باد حاصل ہے۔ میرے خیال میں وہ ہمیں ایک message convey کر رہے ہیں کہ ہم آپ کے حساس علاقے میں، آپ کے وزیراعظم کے قافلے پر حملہ کر سکتے ہیں اور وہ ہماری range میں ہے، ہماری range سے باہر نہیں ہے۔ اس پر ہمیں اور پوری قوم کو سوچنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نیٹو افواج نے جو پاکستان کی سرزمین پر اتر کر نہتے قبائلیوں پر حملے کئے ہیں ہم نے اس قسم کے واقعات کی ہمیشہ ان اداروں میں مذمت کی ہے لیکن جیسے مجھ سے قبل میرے دوستوں نے کہا کہ اب بات ذرا اس سے آگے بڑھی ہے تو ہمیں اب دو ٹوک فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں عزت کی زندگی گزارنی ہے یا ذلت کی زندگی گزارنی ہے۔ جیسے کہ ایک بہادر کا قول مشہور ہے اور ہر کوئی دہراتا ہے اور میں بھی اسی کو دہراتا ہوں کہ غلامی کی سو سالہ زندگی سے آزادی کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔ ہم سب یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان اس خطے میں کوئی کمزور ملک نہیں ہے بلکہ طاقتور ملک ہے۔ ہمارے پاس ایک مضبوط فوج بھی ہے، ہمارے پاس ایٹمی صلاحیت بھی موجود ہے لیکن اب تک ہمارے فیصلے قومی خواہشات کے مطابق نہیں ہوئے۔ اس وجہ سے ہمارے

بارے میں یہ خیال کیا گیا کہ پاکستان یا پاکستانی عوام میں' یا پاکستان کی سیاست' حکومت اور قیادت میں یہ جرات اور ہمت ہی نہیں ہے کہ کوئی ایسا فیصلہ کرے کہ امریکہ یا نیٹو کی افواج کو دو ٹوک جواب دیں کہ اگر آئندہ اس طرح کا واقعہ پیش آیا تو وہ قراردادوں کے ذریعے نہیں ہوگا بلکہ قوت کے ذریعے اس کا جواب دیا جائے گا۔ بہرحال یہ ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ہماری آزادی سلب ہو رہی ہے' ہماری خودمختاری سلب ہو رہی ہے' ہماری سرحدیں محفوظ نہیں ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم تو روز اول سے امریکی کیمپ میں چلے گئے اور امریکہ کے خدمت گزار رہے۔ بہت سارے لوگ ایسے بھی ہیں جو یہاں پر امریکہ کو پسند بھی کرتے ہوں گے اور اس قسم کے اقدامات کا دفاع بھی کرتے ہوں گے اور کر بھی رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ حکومتی سطح پر' قیادت کی سطح پر ہم نے کبھی اپنی پالیسیوں کے حوالے سے یہ نہیں سوچا کہ ہماری پالیسیاں جو کہ قومی خواہشات کے برعکس ہیں ان پر کوئی نظرثانی کی ضرورت ہے۔ گزشتہ نو سال کی جو پالیسیاں ہیں انہوں نے ہماری جو تھوڑی سی عزت بچی ہوئی تھی اس کو بھی خاک میں ملا دیا۔ دیکھیے یہ قومی روایات بھی ہیں اور اسلامی روایات بھی ہیں کہ اگر کسی کے پڑوسی پر کوئی بلاجواز حملہ کرتا ہے تو وہ ہمسایہ اپنے پڑوسی کے لیے جان دیتا ہے۔ یہ ہماری قبائلی روایات بھی ہیں' یہ ہماری اسلامی روایات بھی ہیں۔ افغانستان پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے حملہ کیا ہم نے افغانستان کا ساتھ تو نہیں دیا۔ وہ ہمارا پڑوسی تھا' یہ حق بنتا تھا کہ ہم ان کا ساتھ دیں اور شانہ بشانہ اس کی سرزمین کا دفاع کریں۔ اس قسم کی جرأت کا ہم نے مظاہرہ نہیں کیا۔ اپنے پڑوسی کا ساتھ تو نہیں دیا بلکہ جو اس کے دشمن تھے ان کے ساتھ مل کر ہم نے انہیں انٹیلی جنس سپورٹ دی' logistic support دی' اپنے ہوائی اڈے ان کے حوالے کئے اس سے بھی بڑھ کر ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ پالیسی قومی خواہشات کے منافی تھی۔ اب آج جو ہم بھگت رہے ہیں کہتے ہیں (فارسی) یہ پہلے دن کی بات ہوتی ہے اور اگر ایک دفعہ آدمی جھکنے لگتا ہے تو پھر دشمن کو اس بات پر بھی ترس نہیں آتا کہ اس بیچارے کی کمر دوہری ہو رہی ہے وہ سینڈوچ بن رہا ہے اس پر بھی اس کو رحم نہیں آتا بلکہ وہ آگے بڑھ کر اس کی گردن پر لات رکھ دیتا ہے۔ میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ ہمیں جرات مندانہ فیصلے کرنے چاہئیں

اور یہ دہشت گردی کے خلاف، نام نہاد جنگ کا جو ہم حصہ بنے ہوئے ہیں اور نان نیٹو دوست پر جو ہمیں راضی رکھا گیا ہے، جس کے نتیجے میں ہماری آزادی سلب ہو رہی ہے، ایک طاقت کو اتنی جرات ہو رہی ہے کہ ہمارے ملک کے اندر اپنی فوجیں اتار کر بچوں اور بچیوں، خواتین اور بوڑھوں کا قتل عام کر رہی ہے، آخر ہم کب تک سہیں گے۔ جیسے پروفیسر خورشید صاحب نے فرمایا کہ کم از کم نوے مرتبہ ہمارے بارڈر کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ اب آخر ہمیں سنچری کا انتظار ہے کہ سو پورے ہوں تو اس کے بعد کچھ کریں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس طرح قراردادیں پاس کرتے رہے اور کبھی سفیر کو بلا کر اس کے سامنے احتجاج کیا، تو یہ مسئلے کا حل نہیں ہے۔ یہ صرف حکومت کی بات نہیں ہے ہم سب نے مل کر اپنے ملک کے لیے، اپنی آزادی کے لیے، اپنی خودداری کے لیے، اپنی خودمختاری کے لیے یہ سوچنا ہوگا کہ اب ہمیں آگے چل کر کیا کرنا ہے۔

جناب چیئرپرسن صاحبہ! اگر ہم صرف یہ دیکھیں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت ہے، وہ بڑی پارٹی ہے اور باقی جو سیاسی جماعتیں ہیں وہ یہ کہیں کہ یہ ان کی ذمہ داری ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ایک جماعت یا ایک پارٹی قابو نہیں کرسکتی، مقابلہ نہیں کرسکتی بلکہ پوری قوم کو، ساری سیاسی جماعتوں کو اس معاملے پر یکسو ہونا چاہیے اور ایک ہی سوچ اور ایک ہی فکر ہو۔ جہاں ملک کی سلامتی کی بات ہو، جہاں قومی عزت اور وقار کا مسئلہ ہو اس پر ہم سب کو ایک ہونا چاہیے۔ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننا چاہیے۔ میں تو مرحوم جنرل صاحب کی باتوں کا بھی کبھی کبھار ذکر کرتا ہوں کہ ہمارے اپنے لوگوں کو وہ مکہ دکھاتے تھے لیکن امریکہ کے سامنے بالکل ڈھیر ہوتے تھے۔ ایک ٹیلی فون پر تمام پالیسیاں تبدیل ہو جاتی تھیں۔ اس طرح کے واقعات کے حوالے سے موثر اور عملی اقدام ہونا چاہیے۔

جہاں تک وزیراعظم کے مسئلے کا تعلق ہے اس پر بھی قرارداد آنی چاہیے۔ باجوڑ اور سوات میں جو حالات خراب ہیں اس پر ہم نے ایک تحریک التواء پیش کی تھی۔ اس پر بحث کا آغاز تو ہوا ہے لیکن مزید اس پر بحث نہیں ہوسکی۔ میں توقع رکھوں گا کہ باجوڑ، سوات اور فاٹا کے علاقوں میں جو مسائل ہیں اس حوالے سے اس ہاؤس کو مزید بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: بہت شکریہ میڈم چیئر پرسن صاحبہ۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں یہ suggest کروں گا کہ مولانا ابراہیم شہدا کے لیے فاتحہ خوانی کر دیں اور پھر I will speak.

(اس موقع پر شہدا کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی)

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: بہت شکریہ چیئر پرسن صاحبہ۔ میرے دونوں اطراف سے مختلف ساتھیوں نے اپنے دلی جذبات کا جو اظہار کیا میں ان کی تائید کرتے ہوئے اس کل کے واقعے کی انتہائی مذمت اپنی طرف سے، اپنی پارٹی مسلم لیگ (ن) کی طرف سے کرتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ terrorism ہمارا بھی ایک مسئلہ ہے اور عالمی دنیا میں بھی ایک مسئلہ ہے لیکن اس کو ہمیں اپنی internal policy کے مطابق حل کرنا چاہیے، اس کو handle کرنا چاہیے کیونکہ ہم ایک sovereign ملک ہیں اور ایسا sovereign ملک جو ایک ایٹمی قوت بھی ہے۔ جس کے لیے اس قوم نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ وہ ایٹمی قوت جس کے لیے کئی دہائیاں لگیں، جس میں بہت محنت ہوئی، پاکستان اربوں ڈالر کا مقروض ہوا۔ اس کے باوجود جنرل مشرف نے 9/11 کے بعد اس ایٹمی پاکستان کو جس طرح ایک بزدلانہ طریقے سے ایک ٹیلی فون کال پر ایک غلام بنا دیا وہ پاکستان کے لیے انتہائی قابل شرمندگی action تھا۔ آج جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں یہ اسی کی شروعات ہیں، یہ اسی کی continuation ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ foreign forces آہستہ آہستہ زیادہ initiative لیتی جا رہی ہیں، زیادہ intrusion ہوتی جا رہی ہے، زیادہ actions ہوتے جا رہے ہیں۔ انہی بنچوں پر جب ہم رضا ربانی صاحب کے ساتھ تھے تو باجوڑ میں، شمالی علاقوں میں، وزیرستان میں جب یہ actions ہوتے تھے تو ہم hue and cry کرتے تھے، ہم شور مچاتے تھے۔ یہ بدقسمتی ہے کہ ابھی تک پارلیمنٹ میں وہ روڈمیپ متعین نہیں ہوا جو کہ ہماری پارٹی کا مؤقف ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ coalition Government کے شروع میں ہی، آرمی چیف نے ایک briefing دی تھی، جس میں تمام coalition partners جن میں PML(N) بھی شامل تھی، ان کے heads کو brief کیا گیا، جن میں وزیراعظم بھی تھے،

زرداری صاحب بھی تھے، میاں نواز شریف صاحب بھی تھے، اسفندیار ولی صاحب بھی تھے، مولانا صاحب بھی تھے۔ اس کے بعد ایک اور briefing ہوئی جولائی میں اس سال۔ ہماری پارٹی کا یہ clear موقف ہے کہ پارلیمنٹ کے اندر اس مسئلے پر تفصیل کے ساتھ بحث کرنی چاہیے اور اپنا ایک road map متعین کرنا چاہیے۔ اب کل کا واقعہ دیکھیں، انتہائی قابل مذمت ہے، luckily Prime Minister اس میں نہیں تھے اور وہ ایک bullet proof گاڑی تھی۔ Cavalcade پر جو گاڑی ان کو لینے جا رہی تھی اس پر انہوں نے حملہ کیا اور تین جگہ سے اس گاڑی کے شیشے ٹوٹے اور اس میں اگر خدانخواستہ وزیراعظم ہوتے تو یہ اور سنگین صورتحال ہوجاتی۔ میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے لیے ایک warning تھی۔ کیونکہ bullet proof گاڑی تھی، اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہوئی۔ لہٰذا ہمارے لیے یہ ایک challenge ہے، national challenge ہے، ہم پر جو غلامانہ پالیسی پرویز مشرف چھوڑ گئے، ابھی تک اسی کو continue کئے ہوئے ہیں۔ یہ صرف Foreign Office میں بلا لینا، ان کو warn کر دینا کافی نہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر action کوئی نہیں ہوتا۔ جونہی کوئی واقعہ ہوتا ہے ہم کہتے ہیں کہ اتنے گھنٹے میں یہ پکڑے جائیں گے، یہ ہو جائے گا، چوبیس گھنٹے میں رپورٹ آئے گی۔ لوگ بھول جاتے ہیں اور یہ ایک معمول بن چکا ہے اور اگر خدانخواستہ یہ بنا رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

جناب والا! یہاں پر میں تمام باتیں repeat نہیں کروں گا۔ میں اپنے ساتھیوں کی تائید کرتا ہوں اور ان سب نے بولنا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہماری sovereignty، ہمارا قومی وقار، ملکی سلامتی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ چاہے وہ ہمارا کتنا ہی اچھے سے اچھا دوست ہو، ally ہو یا کوئی اور ہو it is virtually an aggression in Pakistan's territory and it must be dealt with accordingly. یہ جو مشرف کی غلامانہ پالیسی تھی میں انتہائی strong الفاظ میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔ آج پاکستان میں ایک ایسا ذہن ہے جو stakeholders کی بات کرتا ہے، ہمارے معاملات میں کچھ stakeholders ہیں۔ ان stakeholders میں western countries میں گنتے ہیں۔ اس میں establishment کو گنتے ہیں، خدارا! یہ غلامانہ دماغ ہمیں بدلنا ہوگا ورنہ partial Musharraf کی continuity گنی جائے گی۔ پاکستان کی sovereignty میں کوئی stakeholder نہیں ہے۔ کسی سے ہمیں

dictation لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس ملک کے دفاع کو مضبوط کرنے پر اربوں ڈالر خرچ ہوئے ہیں، اس فوج کو پیشہ ورانہ فوج بنانے کے لیے، یہ کب کام آئے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں اس پر تفصیل سے بحث ہونی چاہیے۔ اس کے اوپر complete road map بنایا جائے اور اس road map کے اوپر، جس کی 170 ownership million پاکستانی عوام کی ہوگی عمل کیا جائے۔ خدا کے لیے یہ foreign stakeholders کی psyche کو چھوڑ دیں، اس کو دفن کر دیں، پاکستان میں کوئی stakeholder نہیں ہے۔ اگر ہم نے ابھی بھی collective measure نہیں لیے، ابھی بھی ہم نے اپنا ایکشن پلان نہیں بنایا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ aggression آئندہ آنے والے دنوں میں، مہینوں میں اور اگلے سالوں میں بڑھتی جائے گی۔

اس وقت United States کے جو presidential candidates ہیں ان کی تقریریں سنیں وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عراق میں problem نہیں ہے، ایک مسلمان ملک کو weapon of mass destruction کے نام پر تباہ کرکے اب ان کو یاد آئی ہے، جب انہوں نے مسلم ملک کے پورے وسائل کو تباہ کر دیا، عوام کو بالکل بھوکا ننگا کر دیا، اس کے بعد اب ان کو نظر آیا کہ وہاں پر weapon اور mass destruction نہیں ہے۔ وہاں پر problem نہیں ہے، وہاں پر دہشت گردی نہیں ہو رہی۔ جناب چیئرپرسن صاحبہ! عندیہ کیا دیا جا رہا ہے؟ عندیہ یہ دیا جا رہا ہے کہ افغانستان پاکستان بارڈر

is the real problem. They want to refocus their entire energies towards our borders after the new Presidential election of United States of America.

خدا کے لیے ہمیں جاگنا چاہیے، ہمیں اٹھنا چاہیے، اس چیلنج کو ہمیں قبول کرنا ہوگا۔ اگر ہم بحیثیت قوم قبول نہیں کریں گے، بحیثیت sovereign country، بحیثیت نیو کلیئر قوت قبول نہیں کریں گے تو اس پر کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے کہ وہی ہوگا جو اب ہو رہا ہے۔

Before it is too late, I believe we must move towards the right action at the earliest. یہ صرف resolutions سے معاملہ حل نہیں ہوگا۔ یہ صرف تقریروں سے معاملہ

نہیں ہوگا۔ یہ صرف Ambassadors کو Foreign Office میں بلا کر معاملہ حل نہیں ہوگا یہ تو مشرف بھی کرتا تھا۔ پچھلی حکومت میں ہم یہاں بیٹھ کر تقریریں کرتے تھے اور resolutions پاس کرتے تھے اور اس کے بعد اس وقت بھی Foreign Minister کو بلا کر اس کو دے دیتے تھے۔ ہوتا کیا تھا؟ ہو وہی رہا ہے اور ان کا action ہر روز بڑھ رہا ہے۔ وہاں کے شہداء کی families کے ساتھ ہماری دلی ہمدردی ہے۔ میں سمجھتا ہوں حکومت وہاں کی aggrieved families, affected families جن کے members of the family شہید ہوئے ہیں، ان کے لیے فوری طور پر financial compensation کا اعلان کرے، وہاں corrective measures لیے جائیں۔ یہاں اس ہاؤس میں دونوں sides میں طے ہوا ہے کہ ہم متفقہ resolution لائیں۔ اس کو condemn کریں لیکن یہ ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ Please یہاں ہمیں ختم نہیں کرنا چاہیے اور حکومت کی طرف سے رضا ربانی صاحب اور کائرہ صاحب میری proposal کو نوٹ کریں کہ مہربانی کر کے اس issue کو threadbare discuss کریں، اس کو کمیٹی میں discuss کریں، دونوں Houses میں discuss کریں، ایک road map بنائیں۔ غیرت مند پاکستانی قوم کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ہم اس challenge سے، اس problem سے خود نمٹیں بجائے اس کے کہ foreign قوتیں نمٹیں، اب ان کا حوصلہ دیکھیں کہ ان کی دراندازی بڑھتی جا رہی ہے، اس کو ہم روکیں۔ بہت شکریہ چیئرپرسن صاحبہ۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: میں ان تمام پشتونوں کے جو بے گناہ تھے اور مارے گئے ان کے قتل کی مذمت کرتا ہوں اور میں آپ کی خدمت میں ایک اصول quote کروں گا کہ diplomacy کا ایک principle ہے کہ جب آپ کسی سے ملتے ہیں تو آپ اپنے ذہن میں یہ رکھیں کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ غلط کہہ رہے ہیں لیکن آپ اس کو باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، سچ کہہ رہا ہوں۔

بدقسمتی سے پاکستان کی ساٹھ، اکسٹھ سالہ تاریخ، آپ اس کو diplomacy کہیں یا منافقت کہیں، اسی منافقت پر چل رہی ہے۔ ہم کھاتے ہیں امریکہ کا، پیتے ہیں امریکہ کا، ہماری

تمام معاشی لائن وہاں سے آتی ہے۔ اب تک جتنی governments آئی ہیں ان میں سے کسی میں بھی یہ جرأت نہیں رہی کہ وہ امریکہ کو challenge کرے۔ اب میں حیران ہوں کہ ہم بولتے تو ہیں اس غریب عوام کو غلط guide کرنے کے لیے کہ ہم anti-American ہیں۔ امریکہ کے خلاف ہم بولتے بہت ہیں لیکن وہی کرتے ہیں جو وہ کہتا ہے۔ یہاں بدقسمتی سے ہمارے جتنے حکمران ہیں، جو آئے ہیں وہ پینٹاگان کی مدد سے آئے ہیں۔ جو اپوزیشن والے ہیں وہ بھی پینٹاگان کی مدد سے آئے ہیں۔ اب میں حیران ہوں کہ ہم یہاں پر خواہ مخواہ وہ کام کر رہے ہیں جو ہمیں پتا ہے کہ ہم کرنا نہیں چاہتے ہیں۔

میں اس ہاؤس کے سامنے ایک بات رکھنا چاہتا ہوں۔ جب ۱۱ ستمبر کا واقعہ ہوا تو جنرل مشرف نے تمام parties کو بلایا اور کہا کہ جی امریکہ کی طرف سے یہ instructions ہیں کہ آپ ہمیں join کریں یا stone age میں چلے جائیں، ہم کیا کریں؟ وہاں پر ہمارے مذہبی جماعت کے لیڈرز نے کہا کہ اگر ہم جذبہ ایمانی سے کام لیں اور امریکہ کا مقابلہ کریں تو ہم کتنے دن اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں involuntarily یا voluntarily تو اس کے منہ سے نکلا کہ دو گھنٹے۔ دیکھیں ہم یہاں پر sovereignty کی بات کرتے ہیں، غیرت کی، جذبات کی، جب آپ حقائق پر جائیں گے تو آپ اس طرح نہیں کر سکتے۔ اس لیے نہیں کر سکتے ہیں کہ آپ ساٹھ سالوں سے مکمل طور پر امریکی imperialism کی گرفت میں ہیں۔ آپ ڈالر کمائیں گے۔ وہ openly کہہ رہا ہے کہ میں نے آپ کو دس ارب ڈالر دیے ہیں۔ ہاں ٹھیک ہے کہ امریکن government یا forces کے درمیان agreement ہے کہ ہم جب ماریں گے تو آپ بے شک resolution لائیں۔ آپ بے شک اپنے سفیر کو بھیج دیں اور ہم اس کو کہیں کہ بس اس سے آگے آپ نہیں جا سکتے ہیں۔ تو میرے کہنے کا مطلب ہے کہ we should be objective and realistic. یہاں کی جتنی governments ہیں، چاہے وہ اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں، چاہے حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں میرا یہ honest opinion ہے کہ وہ west سے، امریکہ سے compromise کر کے آئے ہیں اور کل بھی جو آئیں گے وہ بھی اسی سے compromise کر کے آئیں گے۔

اب حال یہ ہے کہ جنرل مشرف کو safe passage دینے والے بھی برطانیہ اور امریکہ ہیں۔ آج کے اخبارات آپ اٹھا کے دیکھیں۔ اب یہاں floor پر بیٹھ کے ہم کیوں بڑی بڑی

باتیں کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں اور ہمیں پتا ہے کہ ہم اس کے کہنے پر تمام چیزیں کر رہے ہیں۔

میری گزارش یہ ہے' میں ایک بلوچ کی حیثیت سے یہ کہتا ہوں کہ ہمارے ہاں ایک اصول ہے کہ یا تو دشمن سے لڑو یا دشمن سے صلح کرو۔ تو آپ نے جو صلح کی ہے' آپ اس کے دوست ہیں' آپ یہاں پر اس کو دشمن سمجھ رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت ہمارے interest میں کیا ہے؟ For example طالبانائزیشن کو کسی بھی سوسائٹی کے لیے مفید نہیں سمجھتا ہوں۔ میں طالبانائزیشن کی جہاں کہیں ہو مذمت کرتا ہوں' میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ایک ایسی سوسائٹی چاہیے جس میں' میں اپنے faith کے حوالے سے عمل کروں لیکن یہاں پر طالبانائزیشن کا ایک سلسلہ شروع ہے۔ میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا' دو تین چیزوں پر ہماری establishment کی investment خسارے میں گئی ہے جو investment ہماری government نے افغانستان کو اپنا پانچواں صوبہ بنانے کے لیے کی تھی' وہ ایک independent ملک ہے اور ہم کہتے ہیں اس کو ہم اپنے ساتھ coordinate کریں گے اور its possible. یہ ایک investment تھی' وہ خسارے میں گئی اس لیے conflict ہے۔ جیسے وہ کہتے ہیں کہ this is for the first time کہ conflict آ گئی ہے کہ جی آئی ایس آئی اور سی آئی اے کے درمیان conflict چل رہی ہے۔ What was the reason for this conflict? This is entirely conflict of Afghanistan. ہم کہتے ہیں کہ ہم نے investment کی ہے۔ ہم اس investment سے اپنی جان نہیں چھڑائیں گے۔ اس کو مزید آگے لے جائیں گے۔ وہ کہتا ہے کہ stop کرو۔ اب ایک investment کشمیر پر کی ہے۔ وہ آپ کی investment خسارے میں گئی ہے۔ آپ اس حقیقت کو مانیں یا نہ مانیں' جتنا مجھے یاد ہے' میں نے ایک statement دیا تھا۔ میں وہاں پر education کا وزیر تھا' میں نے کشمیر کے بارے میں یہ کہا تھا کہ بھائی ہم اپنے آپ کو سنبھالیں' کشمیر کو چھوڑ دیں۔ کشمیریوں کے مسئلہ پر مجھے گورنر عمران اللہ خان نے بلایا اور مجھے کہا کہ میں آپ کو de-seat کروں گا' آپ نے پالیسیوں کے خلاف بیان دیا ہے اور مشرف صاحب نے کشمیر کے بارے میں کیا کہا' اس وقت آپ کی اسٹیبلشمنٹ کشمیر کے بارے میں کیا کر رہی ہے تو خدارا! be realistic میں

سمجھتا ہوں کہ foreign policy اس وقت مکمل طور پر امریکی حکم کے مطابق چل رہی ہے۔ جب یہاں multi-polar world ہوگی اور آپ آہستہ آہستہ چائنا کی طرف جائیں گے۔ فی الحال امریکہ کے بارے میں' میں سنجیدگی سے کہتا ہوں کہ اگر واقعی آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ resolution ہمیں پاس کرنا ہے تو میں اس کے حق میں ہوں گا لیکن پاکستان پیپلز پارٹی اور coalition government stand لے لے۔ یہ نہیں ہوگا کہ روزانہ آپ کی نیٹو کے کمانڈروں کے ساتھ meetings ہو رہی ہیں اور آپ یہاں پر عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے کہتے ہیں کہ جی ہم تو قرارداد لائے ہیں۔ تو انہی گزارشات کے ساتھ میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ آپ کی بہت سی پالیسیاں یہاں کے عوام کے مطابق نہیں ہیں۔ فوج کو ہم کہتے ہیں یہ آپ کی غیرت کا سوال ہے' آپ لڑیں۔ یہ نیٹو سے نہیں لڑیں گے بلکہ یہ ہمیں ماریں گے۔ یہ نیٹو سے نہیں لڑ سکتے ہیں۔ Thank you very much.

Madam Presiding Officer: Senator Anisa Zeb Tahirkheli Sahiba, please take the floor

Senator Anisa Zeb Tahirkheli: Thank you Madam Chairperson. Let me first of all condemn this incident that happened yesterday morning, early in the morning on the 1st Ramadan-ul-Mubarik. Just reminding my colleagues that this is not for the first time that the Angoor Adda has been attacked by the NATO forces or ISAF forces. But the ground forces have landed there for the first time and this, I think, is clear transgression of Pakistan's sovereignty in that case. Previously, it used to be the unmanned aerial vehicle zone, predator of some missiles firings. Madam Chairperson, also personally, I have heard most of the speakers who have expressed their points of view earlier and I totally agree with them that the least we can do is to pass a resolution from the

Upper House condemning it severely. The Leader of the House has also assured us that steps taken by the Government are not only very harsh and very strict but they are unprecedented. For example, the American Ambassador has been summoned to the Foreign Office. It definitely happened in the past also but I am sure that this time they must have given their true feelings to the American Ambassador that how the people of Pakistan feel about it. Let me just give you an example that how a nation is really entitled to have safeguards implemented on their soil. I have just been to the United States a few days back and frankly speaking my passport was official passport of Government of Pakistan but I was put in the special screening passengers who are subjected to special screening and they are not only taken to a chamber where some air comes from the top and you remain there until the green light is on and that happens despite of my telling them that I am a member of the Parliament, I have been to United States but they said that is your problem, our problem is that we have to secure our country from any eventuality God forbid. So, we had to do what they wanted then. Why not we have that system placed in our country, this is one point. Of course, the point comes that Durand Line or the Pak-Afghan border is very difficult terrain. It is a treacherous hideous terrain that is there and it is not possible to man that border. But Pakistan having about 1100 security check posts even there as compared to Afghanistan which I think has only a 100 posts to really secure that area.

Sir, despite of that Angoor Adda is an area in South Waziristan

from where normally the people just go to Afghanistan and come to Pakistan. It is frequent or rather you can say that the number of travellers is quite high in that area. So, I don't know why at this particular place killing of the civilians have taken place. I think we need answers to that sum as it is a very important problem as pointed out by Prof. Khurshid Sahib as he has just given us the idea about such incidents and what should be done. But we cannot ignore Mr. Mandokhel's point of view as well because to every action there is an equal and opposite reaction and I say sometimes more than opposite reaction. So, I think this could be the reasons. Normally they don't do that. Women and children do not come there but they are the worst affectees and you know Madam Chairperson, that in a conflict situation women and children are the worst affectees. So, it is very sad. I think the new Government is in place and we expect that Government will take stock of the situation, take Parliament into confidence and try to resolve, I think, the Prime Minister has also pointed out that a special in-camera briefing is going to be held for the Parliamentarians to give them the actual position on security. So, we are expecting that meeting to take place very soon but in the meanwhile, I think we should have a very strong foreign policy with regard to that and the tripartite commission between Pakistan, Afghanistan and ISAF Forces needs to be really given full confidence so that they should have their meetings very frequently and regularly. They should decide about all these things amongst themselves. Pakistan has been really giving all the support in intelligence and logistics but I am sure that this

Commission can really do the practical thing.

Let me also share the House that President Hamid Karzai from Afghanistan has just written a letter to my Party Leader Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao and he reminded him that the Pak-Afghan Peace Jirga needs to be continued and in fact, he just admitted to the fact that the situation is not good in Afghanistan and he also thinks that Pakistan is also in a very crucial situation presently. So, the Afghan government is ready in this regard and they have also taken it up with the Government of Pakistan. Mr. Sherpao has presided over that Jirga and it was decided then that it would be carried on Another Jirga would be held in Pakistan and small Jirga of 25 persons from Pakistan and 25 persons from Afghanistan would be constituted I think that needs to be done as soon as possible. Of course, the resolution should be unanimous. We are going to support the resolution but I think this is the time that we have to tell the allies in the war against terrorism that we are supporting this war against terrorism not at the cost of our own selves becoming the victim of terrorism.Thank you Madam.

Madam Presiding Officer: Thank you. Now I begin with the agenda items.

Senator Mian Raza Rabbani: For the suspension of the rules to move a resolution, I seek your permission.

Madam Presiding Officer: Please go ahead.

Senator Mian Raza Rabbani: Madam, I beg to move that

under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirements of Rules 22, 23, 26, 27 and 120 of the said rules be dispensed with in order to move the following resolution.

Madam Presiding Officer: It has been moved that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirements of Rules 22, 23, 26, 27 and 120 of the said rules be dispensed with in order to move the following resolution.

(The motion was carried)

Madam Presiding Officer: The motion is carried.

Resolution regarding the attack by the ISAF and the coalition forces on Angoor Adda

Senator Mian Raza Rabbani: Madam Chairperson, this is a consensus resolution which bears the signatures of all the members of the Senate of Pakistan and it reads as follows:

"The Senate of Pakistan strongly condemns the attack by coalition ISAF Troops on a village near Angoor Adda on 3rd September, 2008. The attack has resulted in loss of precious lives including women and children. This Chiniok Helicopter borne ground attack supported by additional air access based in Afghanistan, is a gross violation of Pakistan's sovereignty and territorial integrity. It also undermines the basic norms of International Law and contradicts the very basis of cooperation between Pakistan's security forces and ISAF coalition forces in Afghanistan. Any incursion inside our territory and resulting loss of

innocent lives is unacceptable. This matter may be taken up strongly with member countries of the ISAF. This House calls upon the Government of Pakistan to take all necessary measures to protect the sovereignty and territorial integrity of the country and repel such attacks in future with full force. This House expresses its full solidarity and complete sympathy with the people of FATA who are equal citizens and continued to bear the brunt of the terrorism in all its forms and manifestations. The Senate demands that the Government immediately arrange compensation for the victims and their families affected by this wanton and most gruesome attack. The Senate also recommends that the Government should convey in clear cut terms to the ISAF forces that such violation of our sovereignty is bond to force fundamental review of our foreign policy. We also resolve to discuss the situation arising from the condemnable act on Pakistan's territory by militants, terrorists and foreign forces and for this purpose convene a special session. The Senate also reiterates the resolve of the people of Pakistan to combat in all forms and manifestations of terrorism that constitute threat to the people and vital interests of Pakistan".

Madam Presiding Officer: I now formally take the sense of the House.

(The resolution was adopted)

Leader of سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے۔ تھہیم: جناب والا! میں the House سے کہوں گا کہ ایک اور resolution بھی پاس ہونا چاہیے جو کہ وزیر اعظم پر

attack ہوا ہے۔

We condemn the attack on the Prime Minister of Pakistan because that is also a terrorism. This is most important factor that our Head of State is being attacked in the town, in Islamabad and the enquiry should be made and in this respect report should be placed before the House.

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! وزیر اعظم صاحب پر attack ہوا ہے' اس کے بارے میں قرارداد پاس ہونی چاہیے۔

(مداخلت)

Senator Justice (Retd) Abdul Razak A. Thahim: Sir, it is on my behalf and on behalf of the Pir Pagaro also. We should condemn this attack.

Madam Presiding Officer: I think this is also a part of the resolution.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: No. This resolution is not part of that resolution.

Madam Presiding Officer: Will a separate resolution be moved in this regard?

Senator Mian Raza Rabbani: Madam Chairperson, this is a separate resolution. This resolution dealt with the attack on which we had discussion and on which I made the opening statement followed by other honourable Senators. Now, it has been suggested by Senator Thahim and Senator Ilyas Bilour and by the entire House and obviously the Treasury Benches that

"This House condemns the terrorist attack on the motorcade of the Prime Minister yesterday and calls upon the Government to take stern action thereon".

Madam Presiding Officer: So, this is also taken as part of the resolution and adopted by the House.

Senator Mian Raza Rabbani: Madam, this is a separate resolution.

Madam Presiding Officer: It be taken as separate resolution adopted by the House. Thank you.

Senator Justice (Retd) Abdul Razak A. Thahim: It should be moved in the formal shape.

Madam Presiding Officer: Yes, I put the resolution in the House.

(The resolution was adopted)

Madam Presiding Officer: Raza Sahib, what item you would like to take up?

Senator Mian Raza Rabbani: Now, we will take up item No. 4 on the agenda and then items No. 4 to 9. If we can go through quickly then we have the debate. We have also IRO Bill, 2008 and there are two bills that the Law Minister wants to present.

Madam Presiding Officer: Mr. Farooq Hamid Naek, Minister for Law, Justice, Human Rights and Parliamentary Affairs, may move item No. 4.

The code of criminal procedure (Amendment) Bill, 2008

Senator Farooq Hamid Naek (Minister for Law, Justice, Human Rights and Parliamentary Affairs): Thank you madam Chairperson I beg to move that the Bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 2008], be taken into consideration at once.

Madam Presiding Officer: It has been moved that the Bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1998 [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 2008], be taken into consideration at once. Is it opposed?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: پہلے یہ بل کے بارے میں بتائیں کہ یہ کیا ہے۔

Senator Farooq Hamid Naek: Thank you Mr. Chairman. Now, this Bill is being moved for the purpose of giving benefits to the prisoners who are involved in cases where the penalty prescribed is death. At present, as the law stands today.....

(اس موقع پر قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے دیگر اراکین ایوان میں تشریف لائے)

(ڈیسک بجائے گئے)

Senator Farooq Hamid Naek: If a convict's case is not decided, his death sentence is not even confirmed by the High Court under the law, he is put into a condemn cell,

اور اس کو بیڑیاں بھی لگا دی جاتی ہیں

which is very inhuman and against the fundamental rights as envisaged in the Constitution of Pakistan and the Universal Declaration of Human

Rights. The dignity of the man laid down in Article 14 has to be preserved. So, through this amendment, we wanted to give relief to these prisoners and the Opposition has been very kind to go through this amendment, especially Prof. Khurshid Ahmad has suggested, out of that change which we have suggested, we have incorporated a certain change to make the Bill and the law better.

(At this stage Mir Jan Muhammad Khan Jamali, Acting Chairman, took the Chair of the House)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، نائک صاحب۔

سینیٹر فاروق حامد نائک: بہت شکریہ۔ جناب والا! یہ Code of Criminal Procedure Bill جو for the purpose of consideration approve ہو گیا ہے جس کے section 374 میں amendment لا رہے ہیں، پروفیسر خورشید صاحب اور بھنڈر صاحب نے and keeping into mind all these amendments propose کی تھیں کچھ اس میں draft for the purpose of passing this Bill ایک نیا suggestions میں پڑھ کر سنا رہا ہوں۔

Notwithstanding anything contained in any other law for the time being in force the convict shall neither be treated as condemned perisoner nor shall be confined in death cell unless the sentence is confirmed by the High Court and in case of an appeal before the Supreme Court, unless the sentence is upheld in appeal. This is the amendment which we are proposing to be passed by this honourable House whereby Section 374 of the Code of Criminal Procedure will be amended.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! میں ایک بات point out کرنا چاہ رہا ہوں۔ اگر

in case matter فیڈرل شریعت کورٹ میں جاتا ہے تو then کیا ہوگا۔ آپ نے High Court کو specify کیا ہے۔ اس لیے آپ اسے ٹھیک کر لیجیئے کیونکہ again اس میں amendment required ہوگی۔ بعض جگہ پر صرف ہائی کورٹ میں اپیل lie نہیں کرتی ہے' فیڈرل شریعت کورٹ میں بھی lie کرتی ہے تو آپ ایک appellate forum کر لیجیے۔

Senator Farooq Hamid Naek: Before an appellate forum

جناب قائم مقام چیئرمین: جی آپ بات کر لیں کامران مرتضیٰ صاحب۔ اس میں یہ پرابلم ہو گا۔ سترہ چار سیکشن ہے۔ سترہ چار کی death ہے۔

سینیٹر فاروق حامد نائک: Before the Supreme Court سپریم کورٹ بنتا کر in case of an appeal, unless the sanction is unsatisfactory.....

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman: Naek sahib, High Court in case of an appeal before the Supreme Court unless the sentence is upheld in appeal appearing in the 3rd, 4th and 5th line.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: اس میں جناب ایسے ہے کہ جیسے سترہ چار کا کیس ہے۔ میں آپ کی توجہ کے لیے عرض کروں گا۔ سترہ چار کا کیس ہے۔ سترہ چار کے کیس میں matter جائے گا before the Federal Shariat Court. اب ہائی کورٹ کہیں پر invovle نہیں ہو رہی ہے۔ جب ہائی کورٹ involve نہیں ہو رہی ہے تو آپ ہائی کورٹ کو کس طرح سے کر رہے ہیں۔ وہاں پر بھی تو death کا معاملہ ہے۔ Matter آئے گا ultimately سپریم کورٹ کے پاس یا اس کے بینچ کے پاس' شریعت بینچ کے پاس آئے گا۔ مگر یہاں پر ہائی کورٹ involve نہیں ہوتی ہے' فیڈرل شریعت کورٹ involve ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو ٹھیک کر لیجیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھ لیں۔ انور بھنڈر صاحب! آپ amendment کے سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی رضا صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: The Honourable Leader of the Opposition wants to say something and wants to make a statement of the moment.

Mr. Acting Chairman: The Leader of the Opposition, please.

سینیٹر کامل علی آغا (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! کل اس ہاؤس میں' پرائم منسٹر صاحب کی جو دو دن قبل اس ہاؤس میں آمد تھی اور انہوں نے جو اس ہاؤس کو اعتماد میں لیا' میرا حق تھا کہ میں اس پر بات کروں اور اس دوران میرا یہ بھی فرض تھا کہ میں صدارتی انتخاب اور اس میں جو رویے ہیں اس پر بات کروں۔ میری تقریر کے دوران کچھ یہ تاثر ملا کہ میں نے جمالی خاندان کے متعلق کوئی ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو آپ کو اور آپ کے خاندان اور اس ہاؤس کو ناگوار گزرے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ میرا منصب اور میرا ارادہ قطعی طور پر یہ نہیں تھا کہ میں کسی کو بھی humiliate کروں یا میں آپ کے خاندان کے متعلق کوئی ایسا ارادہ رکھتا تھا۔ جمالی خاندان کی پاکستان کے لیے اور بلوچستان کو پاکستان میں شامل کرنے کے لیے خدمات کا میں ہمیشہ سے معترف ہوں اور میرے جذبات آج بھی وہی ہیں۔ حتیٰ کہ آپ کے لیے بھی' ذاتی دوستی کے معاملے میں بھی اور آپ کے احترام کے معاملے میں بھی لیکن میرا منصب اور میری party affiliation اور جذبات کی رو میں بہہ کر اگر میں نے کوئی الفاظ ایسے استعمال کیے ہیں تو میں آپ سے اور ہاؤس سے معذرت چاہتا ہوں۔ میرا کبھی ایسا ارادہ نہیں تھا اور آئندہ بھی نہیں ہو گا۔ جہاں تک میرے فرائض کا تعلق ہے' انشاء اللہ آپ بھی اپنے فرائض کو نبھانا جانتے ہیں' میں بھی انشاء اللہ اپنے فرائض نبھاؤں گا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ ایسا ہو جاتا ہے۔ باتیں اور نکل آتی ہیں۔ یہ تو بہت معمولی باتیں ہیں۔ سینیٹ کا ایک مزاج ہے' مقام ہے' تقدس ہے' وہ انشاء اللہ آپ بھی برقرار رکھیں گے' میری طرف سے بھی تمام ہاؤس کو تعاون ملے گا۔ یہ تو چھوٹی بات ہے۔ پھر آپ کہیں گے کہ بلوچ بن کر بات کر رہے ہیں' بلوچوں نے اسلام سے سیکھا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر حضرت امیر حمزہ (رضی اللہ) کا قتل بھی معاف کر سکتے ہیں تو یہ تو کوئی بات

ہی نہیں ہے۔ بلوچستان کی سوسائٹی میں یہ چیز بہت حاوی ہے۔ خدانخواستہ کوئی دشمن بھی ہمارے گھر میں آجائے تو ہم پر اسے تحفظ دینا لازم ہوتا ہے۔ بہت شکریہ جی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: روزے آپ کو ملے ہیں' نیت اور اچھائی ہمیں مل گئی۔ جی بھنڈر صاحب wants to say something

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں قائد حزب اختلاف کا بھی مشکور ہوں اور آپ کا بھی کہ جس فراخدلی اور جس خوش اسلوبی کے ساتھ یہ معاملہ طے پا گیا ہے' یہ ہم سب کے لیے اور سینیٹ کے لیے ایک بڑی خوش آئند اور اچھی بات ہے۔ انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ ہمیں آپ کا' اس چیئر پر ہوتے ہوئے ہی نہیں بلکہ آپ کی ذات کے متعلق بھی ہمیں بہت احترام ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ باہمی احترام قائم رہے۔ یہاں سینیٹ میں بیٹھا ہوا ہر ایک سینیٹر قابل عزت ہے' قابل احترام ہے اور ہماری طرف سے اور اپوزیشن کی طرف سے انشاء اللہ آپ کے سامنے آئندہ کوئی ایسی بات نہیں آئے گی جو کسی کا دل دکھانے والی ہو یا کوئی ایسی بات ہو۔ میں آپ کو آپ کی فراخدلی پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا عبد الغفور حیدری صاحب۔ ان کے بعد پھر رانجھا صاحب۔ تھوڑا یہ کرتے جائیں اور نمٹاتے جائیں۔ پھر یہ بل بھی کرنے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! میرا خیال ہے کہ Leader of the Opposition نے اپنا موقف بیان کر دیا ہے۔ بھنڈر صاحب نے بھی کہہ دیا ہے۔ اب اگر business کی طرف چلے جائیں۔ آپ نے بھی respond کر دیا ہے۔

I think in the matter good grace has been shown by the honourable Leader of the Opposition, magnanimity and good grace has been shown by yourself, I think if we can wind up to move to business sir. Every member would like to speak.

جناب قائم مقام چیئرمین: بل کی طرف آ جائیں۔ انور بھنڈر صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: کچھ مختصر کریں۔

(اس مرحلے پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئرمین: انور بھنڈر صاحب آپ کی amendment, next ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! میں اس پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس motion پر؟ چلیں آپ پہلے اس پر بول لیں then I will give the floor to Wasim Sajjad sahib and then Ranjha sahib.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! یہ Criminal Procedure Amendment بل move کیا گیا ہے اور اس بل میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ آدمی، جس کو سزائے موت ہو گی، جب تک سپریم کورٹ میں اس کا فیصلہ نہ ہو جائے، اسے condemn cell میں نہیں رکھا جائے گا۔ جناب! گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ Criminal Procedure Code کا نہیں ہے، یہ معاملہ Prison Act کا ہے اور اگر آپ Prison Act دیکھیں، پہلا Prison Act 1894 میں pass ہوا تھا۔ دوسرا Prison Act جو اس وقت لاگو ہے، وہ 1900 میں pass ہوا تھا۔ جناب! پہلے Prison Act میں Section 32 تھی جس میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا تھا کہ جس کو سزائے موت ہو جائے گی، وہ Condemn Cell میں چلا جائے گا۔ اس کے بعد دوسرا Prison Act, 1900 میں آیا اور جناب! اس میں متعلقہ section میں کوئی provision نہیں تھی لیکن Rule 330, Chapter 14 میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ جس کو سزائے موت ہو جائے گی، وہ Condemn Cell میں چلا جائے گا۔ جناب، جو یہ amendment آئی ہے، یہ Prison Act کو amend نہیں کر رہے، یہ rules amend کر رہے۔ ویسے تو جناب! ہونا یہ چاہیے تھا کہ یہ rules میں ڈال دیتے، وہ ان کے اختیار میں تھا اور اگر amendment کرنی تھی تو جناب! پھر Prison Act کو amend کیا جاتا، Criminal Procedure Code کو amend کرنا درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ Criminal Procedure Code, Procedure of the Courts سے relate

کرتا ہے اور اس کو enumerate کرتا ہے لیکن یہ جو prison کا معاملہ ہے' اس طرح تو پھر Post Office کا قانون بھی Penal Code میں ڈال دیں اور Telecommunications کو بھی Criminal Procedure Code میں لے آئیں۔ جناب! یہ درست نہیں ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ Prison Act میں amendment لاتے اور دوسری بات جناب! یہ بھی عرض کروں کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایک آدمی دو' تین یا چار قتل کے مقدمات میں ملوث ہے اور اس کو سزا ہو جاتی ہے' یہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ حوالاتی کو Condemn Cell میں نہیں رکھا جاسکتا' سزا ہو گئی' اس کے بعد جناب! اس نے ہائیکورٹ میں اپیل دائر کر دی اور پھر ہائیکورٹ میں اپیل تک وہ Condemn Cell میں نہیں جائے گا اور سپریم کورٹ کی اپیل تک بھی Condemn Cell میں نہیں جائے گا۔ جناب! وہ حکومت کا ایک مہمان ہو گا جو جیلوں میں رہے گا خواہ اس نے چار قتل کیے ہوئے ہوں۔ ہم نے آج تک یہ تو سنا تھا کہ جب تک کسی آدمی کو سزا نہ ہو' وہ بے گناہ ہے لیکن جب سزا ہو جائے تو اس کا گناہ ثابت ہو جاتا ہے اور جب گناہ ثابت ہو گیا' ایک عدالت سے ہو گیا' دوسری عدالت سے بھی ہو گیا تو پھر بھی جناب والا! اس کو Condemn Cell میں نہ رکھنا' میرا ذاتی خیال ہے کہ درست نہیں ہے۔ معاشرہ کن حالات سے گزر رہا ہے' یہ جو lawlessness ہو رہی ہے' ان قیدیوں یا ان ظلم کرنے والوں کے ساتھ' ایسا نرم سلوک روا رکھنا کہ جناب! ان کو Condemn Cell میں نہیں رکھنا ہے تو پھر جناب! آپ ان سے مشقت تو نہیں لے سکتے کیونکہ ان کو قید نہیں ہوئی' پھر وہ عام حوالاتی ہو گا۔ ایک حوالاتی کی حیثیت سے' اس آدمی کو' جسے دو عدالتیں سزا دے چکی ہوں اور سپریم کورٹ کے فیصلے تک آپ اس سزا کو implement نہیں کرتے' جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ سزا پر تو implementation اس وقت ہو گی جب execute ہو گا اور یہ درست ہے کہ جب تک سپریم کورٹ سزا نہ دے' وہ execute نہیں ہو گا لیکن اس کے ساتھ جناب! یہ نرمی کا رویہ کہ اگر اس کو دو عدالتیں بھی سزا دے دیں تو وہ پھر بھی ایک عام حوالاتی کی طرح جس طرح کسی آدمی نے چھوٹا' موٹا جرم کیا ہو' اس طرح وہ جیل میں رہے' جناب! میرے ذاتی خیال کے مطابق یہ بات درست نہیں ہے۔ میں نے amendments دی ہیں' ان پر میں عرض کروں گا لیکن میں Law Minister Sahib سے یہ استدعا ضرور کروں گا' وہ نہایت زیرک' نہایت قابل' نہایت

لائق انسان ہیں کہ یہ جو amendment ہے' یہ appropriate law میں amendment نہیں ہے' اس Bill کو واپس لے لیں اور ایک نئے Bill کے ذریعے Prison Act میں ترمیم لائیں' انشاء اللہ ہم اس پر یہ اعتراض نہیں کریں گے اور ان کی بات کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وسیم سجاد صاحب۔ ان کے بعد رانجھا صاحب کیونکہ ان سب کی speciality ہے۔ میں سننا چاہتا ہوں' House اور ہم بھی ان سے بہت کچھ سیکھ رہے ہیں۔

Senator Wasim Sajjad: I think the point which was raised by Mr. Kamran Murtaza is a very valid point that it is not always the case of a condemned prisoner that is a person who have been sentenced to death, will go to the High Court. So, therefore, I would recommend to the honourable Law Minister that instead of using the word High Court, perhaps he could use a word Appellate Court. Instead of saying that "unless the sentence is confirmed by the High Court", may be he could say "unless the sentence is confirmed by the Appellate Court". The 2nd issue to which I would like to draw the attention of the honourable Law Minister is that one of the reasons for putting the person in the condemned cell is security for the other prisoners and also his own security. Once a person is condemned to death, it is assumed that he may be a desperate person. He perhaps will have this impression or conviction that he is going to die in any case and therefore, he may be willing either to take his own life or he may harm somebody else. Therefore, one of the reasons why a person is put in the condemned cell

is for purpose of security. For this law, because it is inhuman under the present circumstances but at the same time some mechanism should be adopted so that the fellow prisoners are safe and he himself is secure from doing damage to his ownself. That would require some other measures to be taken either by amendment in the present rules or by some other measures. So that while we are doing something which is good, which is I think creditable and I would like to give the credit to the Honourable Law Minister for having come up with the law which in the present circumstances, will deal in a more humane manner with the people who are condemned to death because they also have certain basic rights and as the criminal Jurisprudence has developed, more and more thinking is that it debrutalizes the society and inhuman measures are not conducive to better administration of criminal law. So, I would just recommend two things: One, the change of the word, the Appellate Court and secondly, some measures which have been taken separately so that the security of the prisoner and the fellow prisoners is made adequate.

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر خالد رانجھا صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: یہ جو death والا قانون ہے' یہ حکومت وقت کے سر پر حاوی ہوا ہے کیونکہ مغرب آپ کو کہہ رہا ہے کہ آپ death sentence waive off کر دیں۔ پچھلے کئی سالوں سے یہ common demand ہے کہ پاکستان' ہندوستان میں بھی death sentence نہیں ہونی چاہیے اور ہم نے جوش خطابت میں کہہ دیا کہ ہم آئندہ سزائے موت ترک کر رہے ہیں اور کئی مرتبہ کہہ دیا پھر خیال آیا کہ نہیں' اس ملک میں Islamic Law بھی ہے اور یہاں پر جو سزائے موت کا قانون ہے وہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے درست قانون ہے لہذا

back tracking کرتے ہوئے' یہ سوچا کہ جو ہم نے کہا تھا کہ ہم سزائے موت کو ختم کر رہے ہیں' اس ناتے اور طریقے سے عوام کو کہنا چاہ رہے ہیں کہ ہم نے سزائے موت ختم کر دی ہے کیونکہ ہم نے ملزم کو death cell سے نکال دیا ہے۔ جناب والا! جو Corpurs Juris ہے اس کے تین tiors ہیں۔ ایک تفتیش' دوسرا trial اور تیسرا سزا۔ ان تینوں مرحلوں کے لیے مختلف قوانین ہیں۔ بھنڈر صاحب نے بڑی خوبصورتی سے بتایا ہے۔ اب اگر آپ نے تفتیش میں ترامیم کرنی ہیں تو آپ Police Act and Police Rule میں ترمیم کریں گے نہ کہ Prison Act میں ترمیم کریں گے۔ اسی طرح ضابطہ فوجداری Cr. PC کا تعلق trial سے ہے اور صرف وہی شقیں موجود ہیں متعلقہ تفتیش کے لیے جن کا تعلق trial سے ہے۔ دفعہ 374 trial کی دفعہ ہے جس میں یہ کہا جاتا ہے جب death sentence pronounce ہو گی ultimately it has to be confirmed by the Appellate Court. جیسا کہ بھنڈر صاحب نے درست فرمایا ہے کہ یہ جو Death Cell کے متعلق درست قانون ہے' پورے ضابطہ فوجداری میں لفظ Death Cell کہیں exist نہیں کرتا' کہیں define نہیں کیا گیا۔ ضابطہ فوجداری اس لفظ کو پہچانتا ہی نہیں ہے اور یہ اس میں ڈال رہے ہیں کہ Death Cell ہی ہو یا نہیں ہو گا' ان الفاظ کا احاطہ Prison Act اور زیادہ تر Prison Rules میں کیا گیا ہے' جہاں کہا گیا ہے کہ Death Cell کے prisoners اس کوٹھڑی میں ہوں گے' ان کو اتنے گھنٹے walk کرائی جائے گی' اس وقت ان کو کھانا دیا جائے گا اور اس میں جو اصل مسئلہ ہے' اس کو نہیں دیکھ رہے۔ جناب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جا کر کبھی Death Cell دیکھیے تو وہ 10 feet by 9 feet کا کمرہ ہوتا ہے جس میں آجکل آٹھ' آٹھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں یعنی چار لوگ رات کو کھڑے ہوتے ہیں اور چار لوگ لیٹتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اس بات کو trim کریں کہ وہاں اس facility کو بہتر بنائیں' جو جیل میں congestion ہے اس کو ٹھیک کریں' یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ضابطہ فوجداری میں تبدیلی کر دیتے ہیں۔ میں بڑے ادب سے کہتا ہوں کہ Law Minister کو ایک دن--- جناب! مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہمارے Justice شوکت علی صاحب جج تھے' جب Judge بنے تو Judge بننے کے دو ماہ بعد وہ central جیل میں چلے گئے اور کہا کہ مجھے ایک death cell میں بند کر دیں' میں جب تک نہ کہوں' مجھے نہ نکالو۔ وہ لکھتے ہیں کہ 4

گھنٹوں کے بعد مجھے یوں لگا کہ میں مرنے والا ہوں۔ تو جو آدمی وہاں جاتا ہے اسے احساس ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ death cell کی congestion کو دور کریں، یہ اس بات پر آ گئے ہیں کہ ہم death cell میں کسی کو نہیں رکھیں گے۔ نہ رکھیں، لیکن کم از کم قانون میں ترمیم صحیح کریں۔ ضابطہ فوجداری اس بات کا متحمل نہیں ہے، ہمارا مذاق اڑے گا کہ دیکھیں جی ضابطہ فوجداری میں وہ باتیں کر رہے ہیں جو Prison Act میں ہونی چاہئیں۔ بھنڈر صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ اس Bill کو واپس لیں اور پھر سارے خدوخال دیکھیں کہ ہمارے پاس کتنے prisoners ہیں، ہمارے پاس death cell کتنے ہیں، ان میں کیا کیا قباحتیں ہیں۔ وسیم سجاد صاحب نے بات کی ہے کہ security measures is the most important thing, آپ کسی سزائے موت والے آدمی کو کال کوٹھڑی میں ڈالتے ہیں تو پھر آپ کو اس سے خوف آتا ہے، آپ کو یہ خوف ہوتا ہے کہ یہ آدمی کچھ بھی کر سکتا ہے۔ یہ death cell, it was devised to contain a man who was facing death sentence. میں بڑے ادب سے کہتا ہوں کہ اگر آپ نے ترمیم کرنی ہے تو پہلے سوچیں کہ موجودہ حالات میں قانون کی کیا ضرورت ہے، اس میں صرف administration کی ضرورت ہے اور کم از کم جو جیلوں میں death cell میں congestion ہے، اس کو دور کریں۔

قانون میں ایک cell میں ایک فرد رہ سکتا ہے، انہوں نے ایک cell میں 8, 8 افراد رکھے ہوئے ہیں تو میں بڑے ادب سے کہتا ہوں، پہلی بات یہ ہے کہ attempt to administrative part of the problem. اس کے بعد جو متعلقہ چیز ہے، یہ جیل manual سے متعلقہ ہے، اس میں ترمیم کیجیے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید حالات بہتر ہو جائیں۔ Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی thank you. پروفیسر ابراہیم۔ پروفیسر ابراہیم صاحب کے بعد ایس۔ایم ظفر صاحب ہوں گے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! محترم ڈاکٹر خالد رانجھا صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں عرض کروں

گا کہ انہوں نے بالکل درست فرمایا کہ اس وقت بین الاقوامی سطح پر یہ بات اٹھی ہوئی ہے کہ موت کی سزا کو ختم کیا جائے۔ شاید ہماری حکومت بھی یہی کام کرنا چاہتی ہے' یہ تاثر دینا چاہتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا سورۃ بقرہ میں فرمان ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (تلاوت) اے عقل والو تمہارے لیے قصاص کے قانون میں زندگی ہے۔ بظاہر یہ دکھائی دیتا ہے کہ ایک تو مر چکا ہے' اس کے بعد آپ دوسرے کو پھانسی چڑھائیں گے تو دو ہو جائیں گے لیکن اللہ کے قانون میں حکمت یہ ہے کہ جو قتل کا مرتکب ہوا ہے' اگر آپ اس کو چھوڑیں گے تو یہ کل دوسرا قتل کرے گا' پرسوں تیسرا کرے گا' ترسوں چوتھا کرے گا۔ اس کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ قتل مقاتلے کے اس سلسلے کو آگے بڑھائیں گے اور اگر اس ایک شخص' ایک قاتل کے خون سے گز بھر زمین رنگین کر دی جائے تو معاشرے کے اندر جتنے بھی اس طرح کے فسادی ذہن رکھنے والے لوگ ہوں گے' وہ متنبہ ہو جائیں گے اور قتل مقاتلے کا یہ سلسلہ بالکل رک جائے گا۔ اس لیے میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ بجائے اس کے کہ آپ یہ ترمیم لا رہے ہیں' آپ procedural law میں ترمیم لائیے' آپ تفتیش کے کام کو کم از کم وقت میں انجام تک پہنچایئے۔ آپ عدالتی کارروائی کو کم از کم وقت میں تکمیل تک پہنچایئے' آپ trial stage پر یہ یقین دہانی کرایئے کہ کسی بے گناہ کو سزا نہ ملے' مجرم ہی کو سزا ملے۔

جناب چیئرمین! اس وقت صورت حال یہ ہے کہ قتل کا جھوٹا دعویٰ ہو جاتا ہے اور قتل ثابت نہیں ہوتا' ملزم کو بری کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد عدالت بھی سو جاتی ہے' حکومت بھی سو جاتی ہے اور ریاست بھی سو جاتی ہے اور قتل کو بھلا دیا جاتا ہے حالانکہ ریاست' حکومت اور عدالت ان سب کا فرض ہے کہ قتل جو ثابت شدہ حقیقت ہے' اس بات کی تحقیق اور تفتیش ہونی چاہیے کہ قاتل کون ہے؟ کوئی ایک اگر ملزم ہوتا ہے تو اس کے بعد کسی کو بھی آرام سے نہیں لیٹنا چاہیے' حکومت' ریاست اور عدالت سب اس کام میں لگے رہیں کہ وہ اصل قاتل کو ڈھونڈیں اور اصل قاتل پر مقدمہ چلا کر' اس کو صفائی کا موقع دے کر' اس پر جرم ثابت کیا جائے' اس کو سزا دی جائے۔ جب تک قتل کا اصل قاتل معلوم نہ ہو' مثل داخل دفتر ہرگز' ہرگز' ہرگز نہیں ہونی چاہیے اور مجھے یقین ہے کہ اگر ایک قاتل کو سزا ملے تو بیسیوں قتل رک جائیں گے---

Mr. Acting Chairman: Thank you.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: ہمیں اس بین الاقوامی تناظر میں نہیں دیکھنا چاہیے کہ ہمیں وہاں سے یہ guidance مل رہی ہے' guide line مل رہی ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اللہ کے قانون کی' انسانی خون کے احترام کی جو حکمت ہے اور انسانی خون' قتل مقاتلے کی بندش کا یہی طریقہ ہے' اللہ نے فرمایا کہ اے عقل رکھنے والو تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے اور زندگی اسی طریقے سے ہے۔ اس لیے میری گزارش ہو گی کہ procedural law میں تبدیلی لائی جائے' تفتیش کے اندر یہ کام کیا جائے لیکن مجرم کے ساتھ کوئی نرمی نہ برتی جائے اور جرم ثابت کرنے کے لیے اور قاتل ڈھونڈنے کے لیے بھرپور تحقیق اور تفتیش کی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی thank you. ایس۔ایم۔ظفر صاحب! کوئی تھوڑا input آئے کیونکہ یہ serious business ہے and luckily legal field کے دوست ہیں۔

سینیٹر ایس۔ایم ظفر: جناب چیئرمین صاحب! ...thank you

Mr. Acting Chairman: The legal, eagles

تو خطرناک ہوتے ہیں' eagles سے بھی کوئی اوپر کا لفظ لیں' ...wizards, brains

Senator Farooq Hamid Naek: Legal brains.

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں' آپ تو eagle side پر ہیں' وہ brain side پر ہیں۔

سینیٹر ایس۔ایم ظفر: جناب چیئرمین! یہ قانون جو زیر بحث ہے اور اسی طرح کوئی قانون بھی خلاء میں نہیں بنایا جاتا' قانون کا تعلق اپنے ملک کی معاشرتی اور جو زمینی حقیقتیں ہیں' ان سے بالکل منسلک ہوتا ہے۔ No law is made in a vacuum, law has got to have a relation with the society. دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے موجودہ معاشرے میں' ہماری society میں کیا صورت حال ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمام کے تمام Senators صاحبان جن کا تجربہ ہے اور خاص طور پر ہمارے وہ Senators صاحبان جو ہمارے Human Rights Committee کی وجہ سے جیلوں میں گئے ہیں اور انہوں نے جیلوں میں جا کر تمام معاملات کی

خود تفتیش کی ہے اور دیکھا ہے، وہ آپ کو بتائیں گے کہ ہمارے معاشرے میں جس میں ہم رہ رہے ہیں، اتفاق سے انصاف کی صورت حال وہ نہیں ہے جو کہ ہونی چاہیے۔ یہ ایک افسوسناک بات ہے، میں جس کا اعتراف کر رہا ہوں، میں خود اپنی نصف زندگی بلکہ نصف صدی وکالت میں اور بہت عرصہ فوجداری وکالت میں بھی صرف کر چکا ہوں اور میں دیکھتا ہوں اور جانتا ہوں، مجھے یقین ہے کہ ہمارے بہت سارے ساتھی بھی جانتے ہوں گے کہ عدالتوں میں گواہی دینے والے ساری گواہیاں سچی نہیں دیتے، عدالتوں میں فیصلوں کی وجوہات بہت سی ایسی ہیں جن کو اس وقت ایوان میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ان حالات میں جب سزائیں ہوتی ہیں تو مجھے یقین نہیں آتا اور میرا خیال ہے کہ یہاں پر بہت سارے بلکہ جتنے ساتھی بیٹھے ہیں، انہیں بھی یقین نہیں ہو گا کہ جب سزا ہو جاتی ہے تو فی الواقعی اس شخص کو سزا دی جا رہی ہے جو مجرم ہے۔ ممکن ہے، اس مجرم کو سزا اس لیے مل رہی ہو کہ اس کے خلاف جھوٹی گواہی دی گئی ہے، ممکن ہے اس مجرم کو سزا اس لیے مل رہی ہو کہ عدالت نے پوری طرح ذہن نہیں لگایا۔ ممکن ہے کہ اس کو سزا اس وجہ سے مل رہی ہو کہ عدالت کسی اور بناء پر اس کو سزا دے چکی ہو، تفتیش میں کوئی خرابی ہو گئی ہو، یہ تمام معاملات ہمارے ملک میں موجود ہیں۔

اس کے علاوہ دوسری نہایت قابل غور چیز ہے کہ ہمارے ہاں مقدمات طوالت پذیر ہیں، the time consumed in our courts is almost negation of justice. انصاف کی تقریباً نفی ہو رہی ہے جب ایک مقدمہ چلتا ہے، کئی مہینوں اور سالوں مقدمے چلتے رہتے ہیں۔ یہاں پر یہ بات کی گئی اور محترم دوست خالد رانجھا صاحب نے کہی، سینیٹر ابراہیم صاحب نے بھی کہی کہ شاید اس قانون سے سزائے موت ختم کر دی گئی ہے۔ یہ غلط فہمی ہے، یہ تاثر درست نہیں ہے۔ سزائے موت تو قائم ہے، اس شخص کو بالآخر سزا ہو جائے گی اور چاہے وہ عدلیہ سے ہو، چاہے سیشن جج سے ہو اگر اس نے اپیل نہ کی یا اس کی سزا قائم رہے تو اس کو سزائے موت تو ہو گی، اگر سپریم کورٹ نے فیصلہ کر دیا کہ اس نے قتل کیا ہے تو اسے بھی سزائے موت ہو گی۔ اس قانون کی بناء پر سزائے موت ختم نہیں کی گئی، صرف یہ کیا گیا ہے کہ اس عرصے میں جبکہ وہ شخص جس کو کہ کسی عدالت نے یا سیشن جج نے کہہ دیا ہے کہ وہ قاتل ہے تو کیا اس کو اسی وقت فوراً ہی قاتل سمجھ لیا جائے۔ جس موقع پر عدالت کا فیصلہ آ گیا،

عدالت کے فیصلے کا احترام ضرور ہونا چاہیے لیکن جس طرح میں نے بتایا کہ ہماری جو معاشرتی حالت ہے، جو ہمارے ملک کی situation ہے اس کو اگر ہم سامنے رکھیں تو کیا ہم اسی وقت اس شخص کو قاتل سمجھ لیں، اگر وہ اسی وقت قاتل سمجھے جانے کے قابل ہو تو ممکن ہے کہ وہ قانون جو کہ 1854 میں بنایا گیا تھا وہ درست ہو لیکن آج ہم 2008 میں بیٹھے ہوئے اپنے ملک کے متعلق اگر آنکھیں بند کر لیں اور یہ سوچیں کہ ہر چیز قانون کے مطابق، انصاف کے مطابق ہو رہی ہیں اور تمام شہادتیں بالکل صحیح ہیں، یہاں پر تو قرآن پر بھی شہادتیں صحیح نہیں دی جاتیں، عدالتوں میں شہادتیں دینے کے متعلق یہ مشہور ہے کہ اگر آپ نے مجھ سے سچ پوچھنا ہے تو out of the court میں آپ کو سچ بتا سکتا ہوں، لوگ عدالت میں سچ بتانے کو تیار نہیں ہوتے، یہاں تو لوگوں کو سزائیں دینے کے لیے برادری سسٹم چل پڑتا ہے۔

ان حالات میں یہ بالکل لازم تھا کہ ان لوگوں کو کہ جن کو سزا ہوئی ہے، ان کو death cell میں رکھنے کی بجائے، جب تک یہ فیصلہ نہ ہو جائے کہ واقعی وہ مجرم ہے، وہ فیصلہ جو کہ عدالت میں اپیل کی وجہ سے ہو سکتا ہے، اس وقت تک ان کو death cell میں نہ رکھا جائے۔

آپ جانتے ہیں کہ قانون کا ایک بڑا اہم مفروضہ ہے کہ کوئی فیصلہ جو کہ پہلی عدالت کا دیا ہوا ہوتا ہے، Human Rights Charter, United Nations Charter اور خود اسلام کے مطابق اور شریعت کورٹ کا بھی فیصلہ آ چکا ہے کہ صرف ایک عدالت کا فیصلہ حتمی نہیں ہوتا، ہر شخص کو دوسری عدالت میں اپیل کرنے کا مکمل حق ہے۔ چنانچہ جب سیشن جج فیصلہ کر دیتا ہے کہ کوئی ملزم سزا یافتہ ہے اور اس کو قتل کی سزا ہونی چاہیے تو ابھی تو اس نے ہائیکورٹ میں اپیل نہیں کی، تو جب تک اس کو ہائیکورٹ میں اپیل کا حق استعمال کرنے کا موقع نہ مل جائے تو اسلام کے اصول اور فقہ کے مطابق بھی ابھی اس کا حق مکمل نہیں ہوا۔ United Nations Charter and Human Rights issues کے مطابق بھی مکمل نہیں ہوا۔ اس لیے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جب تک کم از کم ہائیکورٹ کا فیصلہ نہ آ جائے، اس وقت تک اسے death cell میں نہ رکھا جائے، صرف سیشن جج کا فیصلہ کافی نہیں ہے، ہائیکورٹ کا فیصلہ بھی ہو جائے تو اس کے بعد بلا شک و شبہ اس کو death cell میں رکھا جائے اور پھر معاملہ سپریم کورٹ پر چھوڑ دیا جائے۔ اس طریقہ پر اگر عمل کیا جائے اور غور کیا جائے تو بہتر ہو گا۔

آخر میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہر چیز جو کہ اچھی ہو اس کو اچھے طریقے سے کرنا چاہیے، اچھا کام اگر غلط طریقے سے ہو تو اس میں نقصان ہوتا ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے جو کہ ہمارے سینیٹر انور بھنڈر صاحب نے اٹھائی ہے اور مجھے امید ہے کہ ہمارے Law Minister صاحب اس پر توجہ دیں گے کہ اس کو Criminal Procedure Code میں نہیں لانا چاہیے، یہ ترمیم Prison Act میں یا Prison کے قوانین اور قواعد میں ہونی چاہیے۔ اس ایوان نے دیکھا ہے کہ Money Bill میں بھی Criminal Procedure Code کو ڈال دیا جاتا ہے، Money Bill میں نہ معلوم کن کن چیزوں کو ڈال دیا جاتا ہے۔ اسی طریقے سے یہاں پر Prison Act کو Criminal Procedure Code کے ذریعے ترمیم کیا گیا ہے۔ اس قسم کی غلط کارروائیاں خاص طور پر قانون کے معاملے میں Law Ministry کی جانب سے نہیں ہونی چاہئیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ اس قانون کی مقصدیت درست ہے، اس کی بہتری اسی طریقے سے ہوسکتی ہے کہ ہائیکورٹ کے فیصلے تک death cell میں نہ رکھا جائے لیکن اس کو Prison Act کے ذریعے ترمیم کر کے درست کیا جائے تو یہ مناسب ہو گا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Acting Chairman: Thank you. Prof. Khurshid sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں welcome کرتا ہوں وزیر قانون کا یہ رویہ کہ قانون میں تبدیلی کے لیے انہوں نے ordinance کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے ہاؤس میں آنے کا راستہ اختیار کیا۔ یہ ماضی کے تجربے سے مختلف ہے اور ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے۔ ہم یہی توقع رکھتے ہیں کہ آپ normal legislation کا راستہ اختیار کریں گے، ordinance کا جو short cut ہے وہ غیرمعمولی emergency کی صورت میں تو شاید گوارا کیا جا سکتا ہے لیکن عام قانون سازی کے لیے صحیح نہیں ہے۔

دوسری بات میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بھنڈر صاحب نے یہ مسئلہ اٹھایا جو مجھے

strike کر رہا تھا اور یہ ایک ریت سی قائم ہو گئی ہے کہ جس قانون کو بدلنا چاہیں' بجائے اس کے کہ اصل قانون جو کہ relevant قانون ہے اور اس میں جو تبدیلی کا قانونی طریقہ ہے' اسے اختیار کرنے کی بجائے دوسرے ذرائع اختیار کیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ بجٹ کو پچھلے پانچ' چھ سال سے wholesale legislative business کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ درحقیقت یہ Prison Act and Prison Rules کا مسئلہ ہے اور وہیں اس کی اصلاح ہونی چاہیے۔ میں چاہوں گا کہ وزیر قانون اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کریں اور ایک بہتر چیز لے کر آئیں۔ جہاں تک اصل مسئلے کا تعلق ہے تو اس میں' میں صرف تین باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ کہ جس طرح میرے اور ساتھیوں نے بھی کہا کہ قاتل اس وقت تک مجرم ثابت نہیں ہوتا' صرف ملزم رہتا ہے جب تک کہ اپیل میں فیصلہ نہ ہو جائے۔ اس لیے آپ اس کو اس وقت مجرم سمجھیں جبکہ اپیل کا فیصلہ ہو جائے' اس سے قبل اسے مجرم کا مقام دینا صحیح نہیں ہے۔

یہاں رانجھا صاحب نے ایک جج صاحب کا چار گھنٹے کا تجربہ بتایا۔ مجھے اجازت دیں کہ عرض کروں' 1964 میں جب ایوب صاحب نے جماعت پر سیاسی پابندیاں لگائیں تو میں بھی ان افراد میں سے تھا جن کو جیلوں میں ڈالا گیا اور ہمیں terrorize کرنے کے لیے 24 گھنٹے death cell میں رکھا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ انسانیت کش رویہ نہیں ہو سکتا' وہاں نہ کوئی facility ہے اور نہ جگہ ہے۔ انسانوں کے ساتھ انسانوں والا معاملہ کیجیے' اگر مجرم ہے تب بھی وہ سزا سے اپنے انجام کو پہنچے گا۔ میری نگاہ میں اس کی حیثیت ایک torture کی ہے اور یہ torture ختم ہونا چاہیے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ جب تک کہ ملزم مجرم ثابت نہ ہو جائے' اس کے ساتھ جیل میں رویہ تبدیل نہیں ہونا چاہیے۔ نمبر 2' وسیم سجاد صاحب نے جائز توجہ دلائی کہ سیکورٹی کا مسئلہ جیل میں بھی relevance رکھتا ہے' اس کے لیے مناسب انتظام ہونا چاہیے لیکن اس کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ آپ کو ایسے inhuman torture cell میں ڈال دیں۔ اس کا حق ہے کہ اسے سزا ملے لیکن جب تک سزا نہیں ملتی اس وقت تک اس سے انسانوں جیسا معاملہ کیجیے' جانوروں والا معاملہ نہ کیجیے۔

نمبر 3' میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس قانون میں اس کا احاطہ نہیں کیا گیا کہ ہمارا اصل مسئلہ Justice delayed ہے' تفتیش کا مرحلہ ہو' اس میں بددیانتی بھی ہے'

executive کی contribution ہے' برادریوں کا معاملہ ہے' جھوٹی گواہیوں کا معاملہ ہے اس کے بعد پھر adjournments مہینوں نہیں سالوں ہوتی ہے' civil معاملات میں بھی اور criminal معاملات میں بھی۔ انگلستان میں' میں نے یہ دیکھا کہ مقدمہ شروع ہونے کے بعد وہ وکلاء اور investigation agencies کو ایک وقت دیتے ہیں لیکن جب مقدمہ شروع کرتے ہیں تو پھر اسے ختم کرتے ہیں' یہ نہیں ہوتا ہے کہ piecemeal میں آپ برسوں case کو لٹکائے رکھیں۔

میرا خیال ہے کہ یہ بات آنی چاہیے اور اس سلسلے میں بھنڈر صاحب کی جو تجویز ہے وہ اگر اس شکل میں قبول نہ بھی کی جائے تو کہیں نہ کہیں اس کو آنا چاہیے کہ کسی نہ کسی مدت میں اگر جرم ثابت نہیں ہوتا/تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مجرم نہیں۔ اس کا تجربہ ہم میں سے بہت سوں نے کیا ہے' کل بھی اس کا ذکر ہوا تھا لیکن میں کہتا ہوں کہ اصل مجرموں کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ متعین وقت میں یہ معاملہ ہو جائے اور لامتناہی سلسلہ نہ ہو۔

جناب والا! میں یہ بات کہوں گا کہ اگر وہ اس کو واپس لے کر reconsider کریں اور صحیح شکل میں لے کر آئیں تو ہم اس کی مکمل تائید کریں گے۔ ہم ان کی اس کوشش کو سراہتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ انسانی ہمدردی ملزمان کے ساتھ بھی ہونی چاہیے' اس کی انہوں نے فکر کی ہے' یہ قابل قدر ہے۔ رہا معاملہ death sentence کا تو وہ بہرحال Islamic paradigm اور آج کے secular paradigm میں مختلف ہے' اسلام میں wholesale free glance نہیں دیا جا سکتا death sentence کا لیکن چند جرائم ایسے ہیں کہ ان جرائم کی سزا قطعی ہے اور وہ death sentence ضرور دینی چاہیے' اس میں amend کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you very much. جی فاروق نائک صاحب۔ جی آغا صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! قوانین جب بھی بنائے جاتے ہیں تو یہ بات ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہیے اور رکھی جاتی ہے کہ یہ موجودہ نسل کے لیے اور آئندہ آنے والی نسلوں

کے لیے ہوں گے اور اس سے موجودہ اور آئندہ آنے والی نسلیں مستفید ہوں گی۔ اگر آپ دیکھیں Code of Civil Procedure تو وہ 1908 میں بنایا گیا تھا اور Code of Criminal Procedure 1898 میں بنا۔ Pakistan Penal Code میں کچھ ترامیم گزشتہ ادوار کے اندر 8th Amendment کے تحت آئیں اور بڑے زور و شور سے آئیں اور ان کا بڑا چرچا بھی رہا لیکن on ground آپ اگر دیکھیں تو وہ قطعی طور پر قابل عمل نہیں رہیں۔ Courts کے اندر اور عوام کے اندر بھی ان کو قبول نہیں کیا گیا اور وکلا نے بھی ان کو قبول نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی ترامیم جو کہ قابل عمل نہ ہوں اور جن کا فائدہ نہ ہو وہ نہیں کی جانی چاہئیں۔ ہمارا رویہ بطور اپوزیشن Legislation کے معاملے میں یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہاؤس کے اندر قانون سازی ہو اور ہم اس کو appreciate کریں گے۔ ہم نے آج اجلاس میں آنے سے پہلے detailed discussion کی اور وہاں پر تمام اراکین کا یہ رویہ تھا کہ قانون سازی ہونی چاہیے اور ہم اس کی تائید اور حمایت کریں گے۔ تجاویز آئی ہیں اور آپ کے سامنے موجود ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک بات تو پروفیسر صاحب نے فرمائی اور میرے خیال میں ایس ایم ظفر صاحب نے بھی وہی تجویز دی تھی، خالد رانجھا صاحب نے بھی یہی تجویز دی تھی۔ ایک چیز تو common ہے کہ اس قانون کو متعلقہ قواعد کے اندر ترمیم کرکے کرلیا جانا چاہیے تھا اور وہ Prison Act ہے یا Prison Rules ہیں ، چلیں ہم اس پر یہ نہیں کہتے اگر یہ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں اور نیک نیتی سے کرنا چاہتے ہیں اور اس طریقے سے کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس میں بھی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ اس بات کو سوچ لیں کہ اس کا فائدہ ہوگا یا نقصان ہوگا یہ بڑی واضح سی بات ہے۔ اس میں اگر principles پر بات کی جائے تو یہ کوئی شبہ والی بات نہیں کہ جب تک کسی کا جرم ثابت نہ ہو جائے اس کو مجرم نہیں کہا جاسکتا اور اس کے بعد وہ treatment بھی نہیں ہونا چاہیے ، وہ سلوک بھی نہیں ہونا چاہیے جو ایک مجرم کے ساتھ ہونا چاہیے جب تک کہ وہ guilty prove نہیں ہو جاتا لیکن حالات اور واقعات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر ایک عدالت اس کو سزا دے دیتی ہے تو کیا ہم عدالت پر عدم اعتماد نہیں کررہے؟ بجائے اس کے کہ ہم عدالتوں کی اصلاح کریں اور عدالتوں کو اتنا موثر بنا دیں اور ان پر اتنا اعتماد ہمارا بن جائے کہ ہم یہ سوچیں اور یقین کرلیں کہ جب عدالت نے سزا دے دی تو

یقینی طور پر انہوں نے انصاف ہی کیا ہو گا۔

جناب والا! دوسری طرف ہم یہ سوچیں کہ مجرم کو اگر ایک عدالت سزا دے دیتی ہے تو وہ مجرم ٹھہر جاتا ہے۔ اس کے بعد دو rights یا تین rights appellate court میں بھی جانے کے ہیں۔ اگر وہ right بھی وہ استعمال کر لیتا ہے تو تب ہی وہ مجرم ٹھہرایا جائے گا۔ ایک بات یہاں ہم discuss کر رہے تھے کہ ایک آدمی کو اگر سزا ہو جاتی ہے ایک عدالت سے اس کے بعد دوسری عدالت سے تو اس کے بعد اس کو یہ یقین ہو جائے کہ میرے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے تو وہ پچاس آدمیوں کو بھی قربان کر کے اپنی جان بچائے گا تو اس کی سیکیورٹی نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ established security یہ ہے کہ اس کو اتنا پابند رکھا جائے کہ وہ دوسرے کو نقصان نہ پہنچا سکے یا اس قابل نہ ہو۔ اگر مجرم کو بیڑیاں پہنائی جاتی ہیں تو یہ الگ بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان باتوں میں سے بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو prison rules میں سے اگر آپ نکال دیں تو پہلی صورت میں، پہلے کام کے طور پر بڑی بہتری ہو سکتی ہے کہ ہر ملزم کو جب وہ عدالت کے سامنے پیش ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ جیل میں جاتا ہے اور جیل سے جب اس کو دوبارہ عدالت میں لاتے ہیں تو اس کو بیڑیاں پہنائی جاتی ہیں، اس کو دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائی جاتی ہیں۔ اگر یہ چیزیں ختم کر دی جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی بہتری ہو سکتی ہے۔ جیل کے اندر بیڑیاں پہنائی جاتی ہیں یہ ساری چیزیں ختم کی جائیں پہلی صورت کے اندر لیکن عدالت کے فیصلے پر عدم اعتماد نہ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں وہ زیادہ بہتر ہو گا اور عدالتوں کو فعال بنا کر اس قابل بنایا جائے کہ ان پر ہم یقین کر لیں کہ وہ انصاف فراہم کریں گی اور کر رہی ہیں، وہ اصلاحات زیادہ فائدہ مند ہوں گی چہ جائیکہ ہم یہ سہولتیں یک دم فراہم کر کے تمام عوام کو insecure کر دیں تو وہ شاید بہتر نہ ہو۔ اس پر سوچ لیں ہماری طرف سے مثبت رویہ یہی ہے کہ یہ جب بھی legislation لے کر آئیں گے تو ہم ان کے ساتھ تعاون کے لیے تیار ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you جی۔ فاروق نائک صاحب۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر فاروق حامد نائک: جناب! اس میں جو discussion ہوئی ہے House کے اندر تو دو چیزیں سامنے آئی ہیں۔ ایک چیز تو میں clear کرتا چلوں جو ڈاکٹر رانجھا صاحب نے بات کی کہ by this amendment we are not finishing of the death sentence وہ جو انہوں نے بات کی کہ death sentence ختم ہو جائے گی اور مغربی اور یہ باتیں the amendment which is being made is only to facilitate a prisoner whose appeal is still pending, confirmation نہیں ہوئی ہے، ہائی کورٹ یا appellate court نے اس کی death sentence confirm نہیں کی اور سپریم کورٹ میں بھی اس کی appeal pending ہے تو اس کو ایک inhuman طریقے سے treat نہ کیا جائے، اس کو بیڑیاں نہ پہنائی جائیں جب تک کہ اس کا سارا right of appeal ختم نہ ہو جائے۔ they should be treated as human beings یہی ہے کہ اس کو General consensus whether this amendment should be made in the rules کہ بات یہ ہے and in the Procedure Code. اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں and اس کو آپ pend کر دیں۔ I will discuss with Bhinder Sahib on this issue پہلے بھی میں بھنڈر صاحب سے discuss کرتا رہا ہوں اور اب بھی کروں گا اور معاملات پر

and accordingly we will do the needful. Thats all. Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: This is a very positive trend کیوں کہ جیسے کہا گیا کہ ہماری آنے والی نسلوں کے لیے قانون سازی ہو رہی ہے تو that is very positive signal from the Law Minister. جی رضا صاحب۔

The Industrial Relations Bill, 2008

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, this shows the attitude of this Government that we don't intend to bulldoze legislation and that we intend to carry the Opposition with us and that suggestions came from the Opposition and therefore, the Law Minister has decided to pend this.

Mr. Chairman, Mr. Nisar Memon wanted to move Item No. 3. If we can move that and then I will request that I have spoken to the Law Minister, we can take up Item No. 6 and 7 afterwards but we could take up Item No. 8 because that is the Bill which deals with the IRO 2002 which was a black law which this Government is going to repeal and replace it by IRO 2008 which in fact is IRO 1969 for the interim period. So, therefore, if Mr. Nisar Memon can move Item No. 3 and then we take up Item No.8.

Mr. Acting Chairman: Senator Nisar Memon Sahib, please take the floor.

Senator Nisar Ahmed Memon: Mr. Chairman, I would like to present to this House the report of the Senate Defence & Defence Production Committee.

This report is based on the meeting that we had with the House of Commons Defence Committee which visited us in August, 2008. Prior to this there has been another meeting with them in 2006 and this kind of a dialogue continues where we discuss the matters of mutual interest particularly the geo-political situation and also strategic position in the region. I thank you Mr. Chairman, for allowing me to present this report.

May I now also request that as it was discussed with the Leader of the House and also with you that I will present the breach of the privilege of a Senator. I will just take one minute and I will then request that after presenting this, you may kindly refer it to the Privilege Committee so that the details be taken up there without taking the time of

the House. May I have your permission.

Mr. Acting Chairman: Please go on.

سینیٹر نثار احمد میمن: شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم سب جانتے ہیں کہ پاکستان کا آئین اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ پاکستان کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملک کے قوانین کے تحت پاکستان کا media آزاد ہے اور media میں کوئی بھی شخص جا کر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے دیکھا کہ ماضی میں media صرف پاکستان ٹیلیویژن تھا اس کے بعد کافی channels آ چکے ہیں لہٰذا قانون کے مطابق ان کو بھی آزادی ہے کہ اگر وہاں کوئی بولنا چاہتا ہے تو وہ بولے۔ میں سمجھتا ہوں یہ دونوں چیزیں اس ملک میں violate ہوئی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے یقین ہے کہ Leader of the House اور یہ benches بھی اس کو support کریں گی کہ پاکستان میں بولنے کی آزادی' media کی آزادی کو برقرار رکھا جائے۔ جناب! یہ نہ صرف عام آدمیوں کا ملک ہے' ہم بھی عام آدمیوں میں سے ہی چنے گئے مگر Senator کی privilege breach ہوئی ہے۔

جناب! میں نجی دورے پر سکردو گیا ہوا تھا' جیسے میں پہلے بھی جاتا تھا تو media سے address کرتا تھا۔ اسی طرح وہاں کچھ دوستوں نے پروگرام بنایا ہوا تھا اور میں نے ان سے agree کر لیا۔ ان سے طے ہوا کہ جمعرات کے دن وہ پروگرام ہو گا۔ یہ سکردو کیبل نیٹ ورک نے پروگرام رکھا اور انہوں نے اس پروگرام سے دو دن پہلے اس کو advertise کیا کہ سینیٹر میمن صاحب یہاں آئیں گے اور پروگرام ہو گا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو تقریباً نو بج کر کچھ منٹ تھے' ہمیں کہا گیا کہ پروگرام نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ یہاں کی جو ضلعی bureaucracy ہے اس نے یہاں اپنے آدمیوں کو بھجوا کر اس پروگرام کو رکوا دیا ہے۔ وہاں مجھے کہا گیا کہ آپ رک جائیں ہو سکتا ہے اجازت مل جائے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کس طرح کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ چونکہ ہمیں کیبل چلانے کی اجازت ضلعی انتظامیہ نے دی ہوئی ہے اس لیے ہم بہت زیادہ embarrassment کا شکار ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ ٹھیک ہے ہم اس پروگرام کو

ختم کر دیتے ہیں۔

جناب! یہ صرف میری ذات نہیں ہے، یہ ایک سینیٹر کی بات نہیں ہے۔ اگر پاکستان کے میڈیا کی آزادی اور بولنے کی آزادی کو کہیں سلب کیا جا رہا ہے اور مجھے یہ بھی پتا چلا کہ سیاسی وجوہات کی بناء پر یہ سب کچھ کیا گیا ہے، جناب! اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ یہ واقعہ یہاں ہاؤس میں آپ کی خدمت میں present کروں اور میں اس کی detail وہاں کمیٹی میں دوں گا۔ میں یہ دستخط شدہ کاغذات کمیٹی کو دوں گا جو انہوں نے مجھے دیے ہیں جن میں accept کیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ ہوا ہے۔

جناب والا! میں آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ اس کو accept کریں اور اسے Privileges Committee میں بھیج دیں۔

Mr. Acting Chairman: As it is not being opposed, the privilege motion is referred to the Privileges Committee.

Senator Nisar Ahmed Memon: Thank you. Now come to Item No.8.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move that the Bill to consolidate and rationalize the law relating to formation of trade unions, and improvement of relation between employers and workmen [The Industrial Relations Bill, 2008], as reported by the Standing Committee be taken into cosideration at once.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: It is opposed.

Mr. Acting Chairman: Are you opposing it?

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder Yes sir.

Mr. Acting Chairman: Raza Sahib, do you want to speak on it?

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, this is a Bill, as you know it was the long outstanding demand of the labour that IRO 2002 which was a black law that was promulgated on the insistence of the International Financial Imperialists that that law be repealed and that in the interregnum an Industrial Relations Ordinance, 1969 be brought into existence and that subsequently a tripartite labour conference be held so that a consensus can be developed amongst all the major stakeholders and a new law be framed. So, therefore, coalition Government and in particular the Pakistan Peoples Party had made a commitment to the working classes of Pakistan that this IRO 2002 which was incidently Mr. Chairman, promulgated by way of an Ordinance one or two days before the new National Assembly was to meet and take its oath, it was promulgated in the darkness of the night as an Ordinance and then given protection under 17th Constitutional Amendment Bill, so therefore, this law did not go through the scrutiny of either the National Assembly or the Senate of Pakistan and the purpose obviously at that time was that since it was a law to favour the capitalists. Since it was a law to favour the international financial imperialists on whose insistence this law had been brought into existence so that Pakistan could be converted into a market of the multinationals and that Pakistan could be converted into a market for the western world thereby depriving labour of its legitimate rights. This law got widespread condemnation throughout the length and breadth of the country and regardless of the political divide in the labour

federations whether they belong to extreme right, whether they belong to the middle of the road or that they belong to the left, there was a consensus that this is a black law and it must go and simultaneously they were also aware that you cannot create a vacuum. So, therefore, they had said that IRO 1969 be brought in as an interim law and that is what this Government is planning to do. IRO 2008 with a couple of minor amendments is in fact IRO 1969 which is being brought in as an interim law repealing IRO 2002 having this interim law and then calling for a tripartite conference of the Government, the industrialists and the workers across the board so that they could sit down together as per tradition and formulate a new law which would be to the advantage of both the two main stakeholders and in this regard when this Bill was initially moved and referred to the Standing Committee keeping in view that we want to build a consensus and we don't want to bulldoze laws, in that Standing Committee on Labour, we had on special invitation, asked Mr. S. M. Zafar, Mr. Bhinder and Prof. Khurshid to be kindly present in that meeting. But unfortunately, Bhinder sahib could not be present despite the fact that we adjourned the meeting for him one day. But S. M. Zafar sahib was present in that meeting and he went through the law and some of the amendments that he made were incorporated by the Standing Committee and are reflected in the report of the Standing Committee.

Subsequently, when the report was laid on the floor of the House and the bill was tabled, at that time Prof. Khurshid and Senator Anwar Bhinder made subsequent amendments to the bill. I am happy to say Sir,

that yesterday, Senator Anwar Bhinder, myself to a limited extent, but the Secretary Labour and the Labour Department sat together and there is a set of consensus, amendments that Senator Anwar Bhinder moved on which we have been able to develop a consensus and we would be willing to incorporate them once the second reading begins.

Similarly, the honourable Senator Prof. Khurshid had moved and Prof. Ibrahim and other members of the Jamat-e-Islami had moved amendments to the bill and this morning Prof. Khurshid, myself and the Secretary, we sat down and there are a set of amendments which we have agreed to. There are some amendments of Prof. Khurhsid which he has been kind enough, he would move them but on our giving an assurance that these amendments would be taken into consideration once the final bill is being made at time, he has been gracious enough to say that he would not be pressing them.

Therefore, we have tried to create as wide consensus as is possible so that this legislation is able to go through without a hiccup and that all points of view are accommodated and as I said that we do not take it on to ourselves that the Law Ministry is the know-all. We would like to benefit from the point of view of the honourable Members who are rich in experience, not only in the respective field of law but rich in practical, political experience and that goes a long way in making legislation much better. Thank you sir.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی پروفیسر خورشید صاحب۔ آپ کی

amendments تھیں، جو آپ move کریں----

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : جی amendment تو بعد میں آئے گی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابھی تو ہم دراصل general discussion کر رہے ہیں اور میں اس میں سب سے پہلے تو اس بات کو----

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان : اس کو تو میرا خیال ہے، rule کے مطابق پہلے لیا جانا چاہیے-----

جناب قائم مقام چیئرمین : جی Leader of the House میرا خیال ہے آپ تقاریر کرلیں، پھر رضا صاحب کو جواب دینے دیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Let the Motion be taken up, I would oppose the Motion because this is almost a consensus demand.

جناب قائم مقام چیئرمین: بھنڈر صاحب! mic on کرلیں پلیز۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : جب بھی consideration کی motion آتی ہے اور اس کے بعد اگر amendment دی جائے کہ it should be circulated for public opinion تو وہ move ہوتی ہے۔ اور وہ dispose of ہونے کے بعد consideration کی move پر discussion شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر یہ circulate ہوجاتی ہے، یہ motion کامیاب ہوجاتی ہے، تو پھر یہاں بحث کوئی نہیں ہوتی۔ اس لیے پروفیسر صاحب کی------

Senator Mian Raza Rabbani: I include the notice of it but I am willing to waive the notice because I want this bill to go through.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ پروفیسر خورشید صاحب آپ بات کریں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر یہ نوٹس ہم نے بروقت دے دیا تھا تو اس کو House کے سامنے آنا چاہیے تھا، agenda پر آنا چاہیے تھا اور Leader of the House اور Leader of the Opposition تک بات پہنچنی چاہیے تھی۔ اگر ایسا نہیں

ہوا ہے تو اس قسم کی کوتاہی آئندہ نہیں ہونی چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس bill کو ہم نے welcome کیا ہے۔ اس کی urgency کا بھی ہمیں احساس ہے اور ہم کوئی ایسا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہتے جس میں تھوڑی بہت improvement بھی اگر ہوسکتی ہو، تو وہ موخر ہو۔ لیکن ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ دو تین باتیں کہنا بہت ضروری ہیں کہ یہ مسئلہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اس پر انحصار ہے پوری economy کا، اس پر انحصار ہے industry کی کامیابی کا اور اس پر انحصار ہے labour کے حقوق کے تحفظ کا۔ ایک ماڈل وہ ہے کہ جس میں labour اور انتظامیہ مسلسل تصادم میں رہتی ہیں۔ دوسرا ماڈل وہ ہے جس میں labour کو share کیا جاتا ہے، stakeholder بنایا جاتا ہے، ownership کا احساس ہوتا ہے۔ ان کو موقع بھی ملتا ہے لیکن ساتھ ساتھ دونوں مل کر صنعت کی ترقی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس پس منظر میں، یہ اہم bill ہے اور اس کے اوپر properوقت صرف کیا جانا چاہیے۔

میں Leader of the House اور گورنمنٹ کے اس جذبے کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے جو وعدے کیے ہیں، وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے کچھ پیش رفت کی ہے۔ لیکن کسی کو بھی دھوکے میں رکھنا صحیح نہیں۔ میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ 2002 کا قانون labour کے خلاف بیرونی سرمایہ داروں، foreign investors اور مقامی establishment including its economic establishment کا ایک وار تھا اور اس کی وجہ سے 2002 سے آج تک labour میں شدید اضطراب اور پریشانی رہی ہے۔ ان کے حقوق پامال ہوئے ہیں اور وہ جو کردار ادا کرسکتے تھے، ادا نہیں کرسکے۔

یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ I.R.O. 1969 کوئی باقاعدہ Parliament کا بنایا ہوا قانون تھا۔ مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ جس طرح 2002 کا قانون ایک ordinance تھا، اسی طرح 1969 کا بھی ایک ordinance تھا۔ ٹھیک ہے کچھ پہلوؤں سے اس سے بہتر تھا، جو 2002 میں ہوا لیکن وہ بھی Parliament کی مکمل بحث، scrutiny, participation کے بغیر، اس وقت کے آمر یحییٰ خان نے enforce کیا تھا اور 2002 کا مشرف صاحب نے کیا۔ اس لیے، ان میں سے کسی ایک کو بھی sanctity حاصل نہیں ہے۔ البتہ جو بات میں ان کی appreciate کر رہا

ہوں وہ یہ ہے کہ چونکہ labour نے خود اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ہمیں فوری طور پر 2002 کے قانون سے نجات دلاؤ۔ اس لیے interim arrangement کے طور پر اگر 1969 کے قانون کو ضروری ترامیم کے ساتھ اختیار کرلیا جائے تو وہ ایک stop-go arrangement کے طور پر as a concession تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ جو وعدہ ہم سے کیا جارہا ہے کہ tripartite conference کے ذریعے اس کو examine کرکے صحیح بنیادوں پر مرتب کیا جائے گا' میں سمجھتا ہوں صرف tripartite ہی نہیں بلکہ اس میں home work اس طریقے سے ہونا چاہیے کہ experts, labour and entrepreneurs اور حکومت سب شریک ہوں۔ ہم نے اسی لیے یہ بات کہی تھی کہ اسے public opinion کے لیے بھیجا جائے اور public opinion کے لیے بھیجا جانا ایک بڑی مفید روایت ہے قانون سازی کی۔ لیکن جس بنا پر قائد ایوان یہ چاہتے ہیں کہ immediate relief مل جائے اور public opinion کو mobilise کرکے ایک final مسودہ لایا جائے' تو ہم بہر حال اس حد تک ان کی بات کو ماننے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ کم از کم اس میں جو ترامیم ہم نے move کی ہیں اور جو سب سے زیادہ pressing ہیں' ان کو مان لیا جائے۔ بقایا کے لئے مذاکرات' افہام وتفہیم اور خصوصاً labour کے نمائندوں کی participation, employer کی participation ضروری ہے' حکومت کی participation ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملک کی جو civil society ہے' خاص طور پر وکلاء' human rights groups, political parties ان سب کو involve کیا جائے تاکہ فی الحقیقت ایک زیادہ مناسب قانون سامنے آسکے اور میں یہ بھی کہوں گا کہ اس سلسلے میں دنیا میں جو مختلف تجربات ہوئے ہیں اور خاص طور پر unionism کو صحیح خطوط پر موقع ملنا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کوئی ایسا نظام بنانا ہے کہ جس میں employer and employee دو الگ الگ streams نہ رہیں بلکہ stakeholder بن جائیں ایک نظام میں اور اس میں work council کے' management council کے تجربات دنیا میں ہوئے ہیں' یورپ میں ہوئے ہیں' جرمنی میں ہوئے ہیں اور خاص طور پر جاپان میں ہوئے ہیں۔ اس وقت management پر جو کتابیں آرہی ہیں انہیں آپ دیکھیں تو ان میں سارا emphasis یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ان کو class war کے ماڈل میں لے جایا جائے' ان کو integrated model میں لے جایا جائے۔ یہ ساری چیزیں سامنے رکھ

کر قانون سازی کی جائے تو اس صورت میں تعاون کریں گے۔ شکریہ۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ اس میں Parliamentarians کو بھی ضرور رکھنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے جیسے پروفیسر صاحب نے کہا ہے کہ ایسا نہ ہو جائے کہ پھر وہی زمانہ نہ آ جائے کہ جب industrialists کو labour کی طرف سے اٹھا کر کڑھائی میں پھینک دیا جاتا تھا۔ خدا را! ایسا قانون بنایا جائے جو دونوں طبقوں کو ایک پیار محبت کا راستہ دکھائے اور مل جل کر economy آگے چلے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ industrialists کے ساتھ Parliamentarians کو بھی شامل کرنا چاہیے۔

Mr. Acting Chairman: Prof. Muhammad Ibrahim Khan..

Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan: Thank you very much Mr. Chairman. I beg to move with permission that the Industrial Relations Bill, 2008 as amended by the Standing Committee on Labour, Manpower and Overseas Pakistanis be circulated for public opinion. The public should be invited to give their comments within the next six months so that the Senate may discuss and approve the said Bill in its next session.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I think this is just delaying the matter. This is a black law which is there, I will kindly request Prof. Khurshid Ahmed and Prof. Muhammad Ibrahim not to press this.

جناب والا! ان کو بھی پتا ہے' ان کی بھی trade unions ہیں اور trade unions کی یہ ایک دیرینہ خواہش رہی ہے اور جنرل مشرف کے دور سے ان کی خواہش رہی ہے اور اگر آج یہ پارلیمنٹ میں آیا ہے اور پارلیمنٹ اس کو موخر کرے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم trade unions and working class کو ایک صحیح message نہیں بھیجیں گے۔ لہذا میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک interim law ہے اس کے بعد تمام stakeholders وکلا' پارلیمنٹیرینز' ٹریڈ

یونیز' industrialists and Government بیٹھے گی' ایک meeting ہوگی اور اس میں یہ تمام چیزیں under review آئیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک نیک کام ہونے جا رہا ہے کہ ایک کالے قانون کو ہم repeal کر رہے ہیں تو میں درخواست کروں گا کہ اس stage پر press نہ کریں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ٹھیک ہے جناب والا! اس وعدے کے اوپر کہ یہ ایک interim arrangement ہے اور جلد از جلد حکومت initiative لے کر' تمام stakeholders کو بلا کر افہام وتفہیم سے ایک نیا مسودہ تیار کرے گی' ہم فی الحال اس کی circulation پر press نہیں کرتے اور اس کے لیے تیار ہیں کہ کم سے کم amendment کے ساتھ اس کو موجودہ شکل میں منظور کر لیا جائے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful to Prof. Khurshid Ahmed.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! اس میں صرف ایک ترمیم کر دی جائے کہ this law will lapse after a period of three or six months.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I don't think it will be possible. Since this is an interim law and I don't think there is requirement for this type of thing. I am making a commitment on the floor that this is an interim law. The Prime Minister, in his first address in the National Assembly said that this is an interim law.

سینیٹر وسیم سجاد: ایک سال کر لیں that this will lapse after a period of one year.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I don't think it will be possible to work on a time frame like that. Mr. Wasim Sajjad has been the Law Minister as well as Leader of the House, he himself knows that

such laws take time. We will have to essentially go back to Cabinet on that because that is a major policy decision that whether this law is given for a particular time frame. It is another way trying to circumvent this law. When there is a categorical assurance, there are so many categorical assurances on which Mr Wasim Sajjad was standing here, made categorical assurances and those categorical assurances were accepted by us. But now to say that no, a time frame has to be given, I don't think that would be in the fitness of things and an appropriate thing.

Mr. Acting Chairman: Prof. Muhammad Ibrahim.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ محترم قائد ایوان کا ہم بہت احترام کرتے ہیں لیکن وعدوں کی جس طرح تعریف کی جا رہی ہے' کہتے ہیں کہ دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے' اس لیے ہم یہ گزارشات عرض کر رہے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئیے تھا۔ یہ کمیٹی سے جو واپس آیا ہے تو اس میں معمولی سی میرے خیال میں grammatical mistake ہی ٹھیک ہوئی ہے باقی کمیٹی میں اور کوئی کام نہیں ہوا' جو کچھ تھا کمیٹی نے ویسے ہی واپس کر دیا ہے۔ اس کی reasons and objects میں point 3 جو ہے

to provide free discretion to trade unions to join or not to join any federation or confederation of their own choice

اس میں ضروری تھا کہ کمیٹی federation and confederation کو invite کرتی اور ان کی رائے سنتی اور ان کی رائے کو incorporate کرکے یہ بل ہمارے پاس پیش ہوتا تو ہمیں کوئی مشکل پیش نہ آتی۔ اس لیے اس وقت جو کچھ ہم عرض کر رہے ہیں' اسی بنیاد پر کر رہے ہیں۔ بہرحال پروفیسر خورشید احمد صاحب اس سے پہلے فرما چکے ہیں کہ ہم press نہیں کرتے تو اس لیے ہم press تو نہیں کریں گے۔ اس کے لیے یہ درخواست ہو رہی ہے کہ کوئی نہ کوئی assurance ہمیں بھی دی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : میرے خیال میں on the floor of the House. Leader of the House assurance دے رہے ہیں - مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! میں پروفیسر صاحب سے request کروں گا کہ جو assurance Leader of the House نے دی ہے اسی کو کافی سمجھا جائے اور ہمیں امید ہے کہ وہ مناسب وقت میں یہ بل لے آئیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر خالد رانجھا۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: جناب والا! جہاں تک رضا ربانی صاحب کی assurance کا تعلق ہے I think, I respect more than anybody else. میں ان کا بالکل احترام کرتا ہوں لیکن کیا قانون کے آخر میں لکھیں گے کہ رضا ربانی صاحب نے یہ assurance دی ہے کہ یہ interim law ہے۔ خدا کے لیے آپ کارروائی کر رہے ہیں اور یہ قانون سازی ہے اور قانون کی basic requirement certainty ہے۔

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, we want that the House should be in order. If there are consultations, if there are other meetings, then we should hold the Senate meeting.

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: جناب والا! رضا ربانی صاحب غور سے میری بات نہیں سن رہے تھے۔ اب ہم قانون سازی کر رہے ہیں۔ اس میں ایک repeal clause ہوتی ہے اور ایک duration clause بھی ہوتی ہے۔ کیا ہم یہ لکھیں گے کہ رضا ربانی صاحب نے assurance دی ہے کہ یہ interim law ہے in due course یہ اگر آیا تو ترمیم کرلیں گے۔ آپ نے جو to give certainty to the law passing by legislatur, you have to بھی کرنا ہے ورنہ قانون میں give a time schedule if it is a temporary law کوئی temporary law نہیں ہوتا۔ آپ نے جہاں temporary law رکھا ہوا ہے وہ ordinance ہے and the Constitution takes care of a time schedule. یہ قانون بن گیا ہے it is fulfledged law لیکن فلاں تاریخ کو یہ ختم ہو جائے گا۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسا کہ وسیم سجاد

صاحب نے کہا ہے کہ آپ کوئی cut off date دے دیں تاکہ there is certainty to the lawyers and to the people who are affected by this کہ قانون فلاں تاریخ تک ہے otherwise میں سمجھتا ہوں کہ یہ پارلیمان سے مذاق ہو گا۔ Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! دو طریقے ہیں کسی بھی قانون کو بہتر بنانے کے لئے۔ ایک طریقہ پروفیسر ابراہیم صاحب نے بتایا کہ public opinion کے لئے refer کر دیا جائے، مشتہر کر دیا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کوئی قانون بن جاتا ہے جب اس پر practice ہوتی ہے، جب اس کو practice کیا جاتا ہے تو اس کی خامیاں سامنے آتی ہیں۔ اب ۶ مہینے، ۹ مہینے، ایک سال پر تو یہ راضی ہیں۔ فرض کر لیا جائے کہ یہ Bill قانون بن جاتا ہے اور ہم اس کو ۶ مہینے، ۹ مہینے یا ایک سال practice کرتے ہیں تو اس کی خامیاں کھل کر سامنے آ جائیں گی۔ جب ہم اس پر practice کریں گے پھر ہمارے پاس again option موجود ہے کہ ہم اس میں amendments لا سکتے ہیں اور اس کو کسی طرح سے بھی improve کیا جا سکتا ہے۔ اس بات پر insist نہ کیا جائے۔ یہ تو کہا جاتا ہے کہ وہ black law ہے مگر black law کو white میں یا yellow میں بدلنے کے لئے پھر آپ conditions لگا رہے ہیں۔ کم از کم اس سے کچھ بہتر تو آ رہا ہے۔ جب اس سے کچھ بہتر آ رہا ہے تو اس کو منظور ہونے دیا جائے۔ ہم practice بھی کر لیں گے۔ جو جو خامیاں ہمارے سامنے آئیں گی ان کو کل ہم amend کر پائیں گے۔ شکریہ جی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ مجھے نہایت احترام ہے خالد رانجھا صاحب کے لئے۔ خالد رانجھا صاحب خود بھی Law Minister رہے ہیں اور میں ان سے صرف اتنا سا سوال پوچھوں گا کہ انہوں نے جو قانون سازی کی اس میں کتنے قوانین میں انہوں نے ایک time frame دیا اور کہا کہ یہ اتنے عرصے تک کا قانون ہے اور اس کے بعد یہ قانون lapse ہو جائے گا۔ پہلی بات۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ ریکارڈ نکال لیں تو honourable Wasim Sajjad

sahib نے بھی یہاں سے جہاں پر میں کھڑا ہوا ہوں' یہاں سے انہوں نے ہماری کئی amendments پر assurance on the floor of the House دی اور ہم نے ان کی assurance جو ہے on the face value that it is coming from an honourable man like Wasim Sajjad. اس assurance کو accept کر لیا۔

Similarly, I am making in a categorical statement on the floor of the House that there is going to be a tripartite or even wider conference, which is going to take this entire law into reconsideration and that it is subsequently going to be put together and brought before Parliament and at that time Parliament will undoubtedly go through it and make whatever changes and recommendations that it wants to make.

So, I am making this categorical statement and unless, God forbid, I am no longer alive, I am here till 2012 and I am accountable on that statement of mine.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ یہ غلط مفہوم لیا گیا ہے۔ سوال یہ نہیں ہے کہ اعتبار نہیں ہے۔ ہمیں مکمل اعتبار ہے اور میں وہ شعر بھی نہیں پڑھوں گا کہ

تیرے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا

لیکن یہاں پر میرا مقصد یہ تجویز دینے کا صرف یہ تھا کہ پھر چاہے رضا ربانی صاحب ہوں چاہے کوئی اور ہو یہ ذمہ داری حکومت کی بن جاتی ہے کہ وہ سال کے اندر اندر ایک نیا قانون لائے اور سال کے اندر وہ process complete کرے لیکن جس مجبوری کا اظہار رضا ربانی صاحب نے کیا ہے اس کو تسلیم کرتے ہوئے ہم آج ان پر اعتبار کر لیتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ کونسا قانون ہے جس پر ایک term مقرر کی گئی۔ مجھے ایک قانون یاد آ رہا ہے' وہ ظفر صاحب کو بھی یاد ہوگا۔ وہ یہاں پر نہیں ہیں۔ یہ جو Constitution 17th amendment میں ایک amendment کی گئی تھی تو اس میں

میرے خیال میں لوکل باڈیز کا قانون تھا۔ اس کو 6th schedule میں ایک مدت کے لئے ڈالا تھا اور اس کے لئے sunset clause کا لفظ استعمال کیا گیا تھا کہ وہ اتنے عرصے کے بعد 6th schedule سے نکل جائے گی۔ لہٰذا جب یہ sovereign House ہے تو اگر کوئی چیز نہیں بھی ہوئی تو ہمیں اختیار ہے کہ ہم کریں۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ قانون اتنے سال رہے گا۔ یہ تو اب ہمارا اختیار ہے۔ یعنی sovereignty of Parliament کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے کہ اگر آئین نے ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی تو ہم یہ بات کر سکتے ہیں' لیکن میرے خیال میں رضا ربانی صاحب جو کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے۔ یہ کوشش کریں کیونکہ یہ بہت اہم قانون ہے اور اس کا تعلق نہ صرف جو workers ہیں' labours ہیں ان کے حقوق کے بارے میں ہے بلکہ اس کا بہت گہرا تعلق ہماری انڈسٹریز سے ہے کہ قانون اگر ایسا ہوگا کہ جس کے تحت تعلقات اچھے ہوں گے تو پھر ہماری انڈسٹری بھی بہتر چلے گی۔ ہمیں کوئی ایسا قانون نہیں بنانا چاہیے' جو کوئی رکاوٹ ڈالے workers کے حقوق میں یا انڈسٹریز کے چلنے میں تو اس لئے اس کو تفصیل سے دیکھنا پڑے گا۔ مثلاً ایک تجویز' اگر یہ اس کو تفصیل سے دیکھنا چاہیں' میں یہ دینا چاہوں گا کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ قانون ہسپتالوں پر لاگو نہیں ہوگا۔ کچھ اور جگہوں پر بھی نہیں ہوگا۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ سکولوں پر بھی لاگو نہیں ہونا چاہیے کیونکہ سکول کا بھی ایک ماحول ایسا ہوتا ہے کہ وہاں پر غالباً اگر ٹریڈ یونین نہ ہو تو بہتر سکول چلے گا۔ ایجوکیشن میں ہم کہیں گے کہ اس قسم کی ایک tension آ جاتی ہے۔ بہرحال ایک تجویز ہے' اس کو دیکھ لیں۔ کیونکہ جہاں پر بھی میں نے دیکھا ہے اس قانون پر لکھا ہوا ہے کہ ہسپتالوں میں' پولیس ڈیپارٹمنٹ میں' ڈیفنس فورسز پر watch and ward پر اور Security پر لاگو نہیں ہوگا۔ تو ایک تجویز یہ ہے کہ سکول پر بھی لاگو کرنا شاید مناسب نہیں ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! وسیم سجاد صاحب I hope he doesn't mind اگر میں کہوں کہ بزرگ ہیں۔ بہت عرصہ آپ کی کرسی پر بھی بیٹھے ہیں۔

Sir, I stand amended. He is my senior colleague and he has been Chairman while I have been here and we have been arguing in front of

him and there have been very detailed debates, I am sure he would remember and the decisions of the Chair show myself and Aitezaz Ahsan sahib arguing for almost I think 7 to 15 days or so here before Mr. Wasim Sajjad. Keeping that in mind and also keeping the fact that I have a great respect for Mr. Khalid Ranjha who, one time was in fore front of the struggle for human rights but then wandered slightly but keeping both of their points of view in consideration, I have discussed the matter with the Labour Minister and we are willing to show our intent, although I am grateful that they had agreed but to show the intent of this Government, to show that we do not intend to play any tricks with this House or with the working classes of Pakistan, we are agreeing to an amendment of fixing the time frame instead of one year to one and half years because that will be a plausible time frame in which we will be able to make it.

Mr. Acting Chairman: That is a very good gesture. Yes, Bhinder sahib.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ پروفیسر صاحب کی Motion withdraw ہو گئی۔ اب House کے سامنے consideration کی Motion ہے اور اس میں principles of the Bill جو ہیں وہ discuss کئے جاتے ہیں اور ان کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں حکومت کی خدمت میں کہ جناب! اگر آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو اس سارے مسودہ قانون کے schedules بھی ہیں اور ۸۰ سے اوپر دفعات ہیں۔ اس کے total pages 115 ہیں۔ 115 pages کا Bill یہ جناب! پچھلے ہفتے غالباً حکومت نے پیش کیا۔ فوری طور پر کمیٹی کو گیا۔ کمیٹی سے واپس آیا اور پھر جناب! ہم نے amendments دیں اور پھر یہ آج House کے سامنے آیا ہے۔ قائد ایوان کی خواہش یہ ہے کہ اس کو پاس کر لیا جائے۔ میں

عرض کروں گا کہ hurried legislation سے ہمیں اجتناب کرنا چاہیے۔ Legislation ایک ایسی چیز ہے جس پر جتنا بھی غور کریں گے، جتنا بھی نظر امید سے دیکھیں گے آپ کو اتنی ہی تجاویز suggest ہوں گی اس لیے ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ جہاں تک laws کا تعلق ہے ان پر سیر حاصل بحث ہو۔ ان کو کمیٹی میں بھیجیے اور کمیٹی میں رکھیے۔ پرانا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ دو دو، تین تین مہینے معاملات ------ زہری صاحب فارغ ہو لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میر اسرار اللہ آپ بیٹھ جائیں، میڈم یاسمین شاہ، ثمین صدیقی صاحبہ کے ساتھ، ایک کے ساتھ، کسی کے ساتھ بھی بیٹھ جائیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ یہ اتنا بڑا bill اتنے صفحات پر محیط کم از کم میں frankly اس ہاؤس کے سامنے admit کرنا چاہتا ہوں کہ میں 30 clauses سے زیادہ نہیں دیکھ سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ میری کمزوری ہے کہ میں سارے ایکٹ کو دیکھے بغیر اس پر تقریر کر رہا ہوں لیکن یہ time constraint تھا جس کی وجہ دو bill پہلے تھے اور ایک یہ تھا۔ 115 صفحات کا اگر ہمیں bill دے دیں اور کہیں کہ اس میں یہ دیکھو، اس کی سابقہ provision کیا تھی اس کی موجودہ provision کیا ہے۔ اس میں کیا اصلاح یا amendment تجویز ہونی چاہیے۔ ذرا بی بی یاسمین شاہ صاحبہ کو بھی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ چیئر کی طرف دھیان رکھیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی سینیٹر کی disrespect مطلوب نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ ہاؤس کا تقدس، اس کی sanctity کو maintain کرنا چاہیے۔ جب تک ہم اس کو maintain نہیں کریں گے تو کوئی بھی بولنے والا سمجھتا ہے کہ جو لوگ باتیں کر رہے ہیں وہ شاید میری بات سننا ہی پسند نہیں کرتے۔ پرانے زمانے میں کہا جاتا تھا کہ اگر interference ہوتی ہے تو that is disrespect to the Senator and to the speaker تو میں مودبانہ التماس کروں گا کہ یہاں پر serious رہا جائے اور اگر کوئی بات کرنی ہے تو lobbies دونوں طرف موجود ہیں، ہم وہاں پر جا سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : صحیح بات ہے - We are always learning from you being the senior most parliamentarian in this House.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : میں عرض یہ کر رہا تھا کہ hurriedly legislation نہیں ہونی چاہیے اور ہمیں پورا موقع ملنا چاہیے کہ ہم اس پر سیر حاصل بحث کر سکیں۔ چنانچہ میں نے اس میں جتنے سیکشن دیکھے ہیں ان پر اپنی amendments دیں اور پھر جناب قائد ایوان نے حکم فرمایا' ہمارا تو ہمیشہ ہی اپنے قائد کی طرف سے بھی اور ہمارا مجموعی طور پر بھی اپوزیشن کا ایک مصالحانہ رویہ رہا ہے اور ہم نے کہا ہے کہ جو چیز بھی صلاح سے ہو سکتی ہے ' consultations سے ہو سکتی ہے وہ ضرور ہو۔ ہم بیٹھے' amendment پر ہم نے ان کے ساتھ بات کی اور بہت سی amendments دیکھیں 23 کے قریب ہیں اور انہوں نے محسوس کیا کہ یہ واقعی آنی چاہییں اور وہ amendments انہوں نے قبول کی ہیں۔ میں اس کے لیے ان کا مشکور ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیشہ ہماری طرف سے بھی اور ان کی طرف سے بھی with open heart ہر چیز کو دیکھنا چاہیے کیونکہ یہ صرف ہمارے لیے نہیں ہے' ہم نہیں ہوں گے لیکن یہ قانون موجود رہے گا۔ یہ آنے والی نسلوں کے لیے قانون بن رہے ہیں۔ اگر ان میں خامیاں ہوئیں' ان میں کمزوریاں ہمیشہ رہتی ہیں لیکن اس کے لیے ہمارے سینیٹ کو' ہماری نیشنل اسمبلی کو لوگ کہیں گے کہ ان میں یہ خامی بھی رہ گئی وہ خامی بھی رہ گئی اس لیے ہمیں hurriedly legislation نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیں پورے غور کے ساتھ' پورے فکر کے ساتھ اس میں اپنی contribution کرنی چاہیے۔

اب جناب والا! یہ bill اتنا اہم ہے کہ employer کو بھی' employees کو بھی' فیکٹری کو بھی' اسٹیبلشمنٹ کو بھی' بے شمار لوگوں کو متاثر کرتا ہے۔ اس کے لیے ہمیں دیکھنا ہے کہ کیا سارے لوگوں کے حقوق اس میں محفوظ ہیں۔ جناب والا! میرے فاضل قائد ایوان نے فرمایا کہ یہ interim period کے لیے ہے اور ابھی انہوں ڈیڑھ سال کی مدت کا بھی تعین کر دیا ہے' لیکن ڈیڑھ سال کے لیے ہو تو ڈیڑھ سال کے لیے بھی قوم اس bill کے تحت govern ہو گی۔ اس لیے بھی ہمیں اس کی اہمیت کو بھولنا نہیں ہو گا۔ خواہ یہ ڈیڑھ سال

کے لیے ہو' خواہ یہ چھ ماہ کے لیے ہو' اگر یہ bill ہے' اگر یہ قانون ہے تو قانون ساری قوم پر حاوی ہے۔ اس لیے ہمیں اس کو ٹھنڈے دل سے دیکھنا ہوگا۔ اس bill میں جیسے پروفیسر صاحب نے فرمایا تھا میں تو ان کی موشن کی تائید کرتا۔ کیا اچھا ہوتا کہ اگر یہ public opinion کے لیے چلا جاتا' لوگوں کو بھی اس میں contribution کا موقع ملتا۔ اس پر کالم بھی لکھے جاتے' لیبر یونین بھی اس میں contribution کرتی' اس میں لیبر بھی اپنی contribution کرتی اور پھر بہت سی چیزیں ہمارے سامنے آتیں کہ اس میں کیا خامیاں ہیں۔ لیکن بہرحال وہ موشن کامیاب نہیں ہوئی۔ اس میں بہت سے اہم معاملات ہیں۔ پانچ پانچ لیبر یونین کی provision ہے۔ اگر پانچ لیبر یونین ایک organisation میں ہوں گی۔ میں نے اس چیز کے متعلق اصرار کیا' میں نے کہا کہ لیبر یونین کسی establishment میں یا کسی ادارے میں رکھو تو کم از کم دو سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے' چلیے ایک نہ سہی' دو سہی' difference وہاں پر ہوتا ہے' اول تو میں سمجھتا ہوں کہ discipline کے طور پر صرف ایک یونین ہونی چاہیے۔ اس یونین کا مطالبہ جو بھی ہو' وہ employer کے ساتھ نکل سکتا ہے لیکن یہاں پر پانچ لیبر یونین بنانے کی ایک ادارے میں گنجائش رکھی گئی' اگر پانچ یونین ہوں گی تو وہ آپس میں ہی متفق نہیں ہوں گی۔ چہ جائیکہ وہ employers کے ساتھ مل کر کوئی مطالبہ کر سکیں۔

اسی طرح اور بہت سے سیکشن ہیں' انڈسٹریل کمیشن بننا ہے۔ اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا' اس کے سات ممبر مقرر کئے جائیں' کون سے سات ممبر مقرر کئے جائیں گے' کس طرح کے سات ممبر مقرر کئے جائیں گے۔ لیبر سے کتنے لیے جائیں گے' employees سے کتنے لیے جائیں گے۔ ان کی کیا competency ہوگی۔ کس طرح سے وہ ہوں گے۔ وہ بالکل صوابدید پر ہے' جس کو نوازنا ہوگا اس کو اس کمیشن میں لایا جائے گا۔ اس لیے اس میں بہت چیزیں ایسی ہیں' بہت سی چیزوں کی ہم نے اصلاح کی بھی ہے۔ اس میں جب amendments آئیں گی تو میں آپ سے عرض کروں گا۔ ان amendments میں بھی ہم نے اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے۔ نہایت اہم bill تھا اس لیے اس کو پورے غور کے ساتھ ہمیں پاس کرنا چاہیے تھا' یہ hurriedly پاس کرنے کے حق میں' میں نہیں ہوں لیکن چونکہ قائد ایوان کی یہ خواہش

ہے اس لیے ہم نے اس خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ جلدی سے جلدی عوام میں چلا جائے صرف نظر کیا ہے لیکن اس میں اگر کوئی فروگذاشت ہوئی، اگر اس میں کوئی کوتاہی ہوئی، اس میں کوئی کمی ہوئی تو ہمیں موردالزام نہ ٹھہرایا جائے اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت کی ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وقت کو دیکھتے ہوئے اپنی energy کو دیکھتے ہوئے---

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں اس bill کو پاس کرانا ضروری اس لیے سمجھتا ہوں کہ 2002 میں جو bill آیا تھا وہ ایک بہت زیادہ کالا قانون تھا تو اس کے لیے اس کو عارضی طور پر لانا چاہتے ہیں۔ جیسے بھنڈر صاحب نے کہا کہ اس میں جو قائد ایوان صاحب نے ڈیڑھ سال کا وعدہ کیا ہے یہ بہت ضروری ہے۔ اس کی amendments کو دیکھنا چاہیے۔ اس کو کمیٹی سے بھی ایک دن میں پاس کروایا گیا حالانکہ میں کمیٹی کا ممبر تھا اور اس دن موجود نہیں تھا۔ میں مکہ گیا ہوا تھا۔ شاہ صاحب نے بھی ایک دم جھٹکا مروا کر پاس کروایا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کو عمرہ مبارک ہو۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! یہ bill کم از کم 150 صفحات کا bill ہے اس کو پانچ دن کمیٹی میں ہونا چاہیے۔ میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ شاہ صاحب ہر چیز میں جھٹکا نہ مروایا کریں۔ یہ bill ڈیڑھ سال کے لیے پاس ہونا چاہیے، مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن خدارا کوشش کیجیے اور ان چیزوں کو سوچنا چاہیے اور ہمیں تفصیل دی جائے کہ ہم اس کو study کریں۔ یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ ہمیں detail بھی نہیں دی جاتی کہ ہم study کریں اور study ہم جب تک نہیں کریں گے----- میں employers کو بھی represent کرتا ہوں۔ میں leftist پارٹی سے بھی belong کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے لیبر کی بھی فکر ہے۔ مجھے کارخانے داروں کی بھی فکر ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو پاس ہونا چاہیے لیکن hurriedly نہیں ہونا چاہیے۔ شاہ صاحب کو چاہیے تھا کہ اس کو کمیٹی میں دو، تین دن، چار دن چلاتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ میں اس reservation کے ساتھ کہ یہ ڈیڑھ سال میں ہمیں حقیقی قانون لا کر دکھائیں گے اس کو پاس کرنے کی اپیل کرتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Now, we come to the

Motion moved by the Minister for Labour, Manpower and Overseas Pakistanis that the Bill to consolidate and rationalize the law relating to formation of trade unions, and improvement of relations between employers and workmen [The Industrial Relations Bill, 2008], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once. Is it opposed?

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: It is not opposed. It has been moved that the Bill to consolidate and rationalize the law relating to formation of trade unions, and improvement of relations between employers and workmen [The Industrial Relations Bill, 2008], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once. I put the Motion to the House.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: There is an amendment in the name of Chaudhry Muhammed Anwar Bhinder in Clause 2. Please move the amendment.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I will begin with Clause 2 because Clause 1 will come later.

Sir, sub-Clause (1) of Clause 2 be substituted as under:

(i) "Arbitrated" means a person appointed as such under Section 48.

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: Now, I put the amendment to the

House.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: The amendment is adopted. There is another amendment in the name of Prof. Khurshid, Prof. Ibrahim, Dr. Kauser Firdaus and Dr. Mohammed Said in Clause 2 again.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: *Bismillah-ir-Rehman-ir-Reheem*. I beg to move in Clause 2 of the Bill, for paragraph (ix), the following be substituted, namely:-

"establishment" means any office, firm, factory, society, undertaking, company, shop, premises or enterprise, which employs workmen directly or through a contractor for the purpose of carrying on any business or industry and includes all its departments and branches, whether situated in the same place or in different places and except in Section 31 includes a collective bargaining unit, if any, constituted by any establishment or group of establishments."

"constituted by any establishment or group of establishments" یہ اضافہ ہے اور ہماری یہ understanding ہو گئی ہے کہ یہ اصل میں جو آخری جملہ ہے oppose نہیں کیا جائے گا۔

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: Now, I put the amendment to the House.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: The question is that Clause 2 as

amended do form part of the Bill.....

(Interruption)

جناب قائم مقام چیئرمین: آج صبح کو ہی یہ آیا ہے۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: جو چیز پڑھی جا رہی ہے وہ تو ہمارے پاس table ہوئی ہی نہیں۔

Mr. Acting Chairman: The question is that Clause 2 as amended do form part of the Bill.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! ابھی Clause 2 مکمل نہیں ہوئی اور اس میں میری دو amendments ہیں۔

In Clause 2 (xiii) for the word "any", occurring in the fifth line, the word "such" be substituted and a full stop be inserted and for the word "secured", occurring in the sixth line, the word "accrued", be substituted. Sir, this is an agreed amendment.

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: In Clause 2 (xiv), the following words be added at the end "of producing goods or services for the sale exclusively those set up for charitable purposes".

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: Now I put the amendments to the House.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: The question is that Clause 2 as amended do form part of the Bill.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: Clause 2 as amended stands part of the Bill.

There is an amendment in Clause 3 in names of Prof. Khurshid Ahmed, Prof. Ibrahim, Dr. Kauser Firdaus and Dr Mohammed Said. Please move the amendment.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: On behalf of my colleagues and myself, Mr. Chairman, I seek the leave of the House to move the following amendments in Clause 3 of the Bill:

(i) after the word "Act", occurring in the second line, the words "and

notwithstanding any other law for the time being in force", be added.

(ii) In paragraph (a), in the proviso, after the word "time", occurring at the end of the words "and on joining another union the earlier membership shall automatically stand cancelled", be added.

Mr. Acting Chairman: Please explain it Prof. sahib.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Sir, I have these two amendments. As far as the first amendment is concerned that is, "notwithstanding any other law for the time being in force"

اس پر میری اور Leader of the House کی جو understanding ہوئی ہے کہ یہ جب قانون بنے گا اس میں اس کو لیا جائے گا' اس لیے اس کو defer کیا جا رہا ہے۔ So, I am not insisting on the first part but it is with reference to the second part which has been agreed.

Senator Mian Raza Rabbani: That is not opposed.

Mr. Acting Chairman: I now put the amendment to the House.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: There is another amendment in name of Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder sahib in Clause 3. Please move the amendment.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move the following amendments in Clause 3 of the Bill:-

(i) In paragraph (a), for the word "choosing", occurring in the third line, the word "choice", be substituted.

(ii) In paragraph (b), for the word "choosing", occurring in the third line, the word "choice", be substituted.

(iii) for paragraph (c), the following be substituted, namely:-

(c) , every Trade Union and Employers Association shall frame its own Constitution and Rules to elect their representatives in full freedom to organize its administration and activities and to formulate its programmes.".

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: So, it is not opposed. I now put the amendments to the House.

(The motion was carried.)

(Interruption)

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: جناب والا! جو Bills یا amendments آتی ہیں

مختلف clauses میں وہ تو ہمیں ملنی چاہیئیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ صبح گیارہ بجے یہ finalize ہوئی ہیں' یہ consolidated amendments تھیں آج ہی صبح گیارہ بجے finalize ہوئی ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں ناں کہ ہم ممبران کاغذی مار کھا گئے ہیں۔

Now, the question is that Clause 3 as amended do form part of the Bill.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: Clause 3 as amended stands part of the Bill. There is no amendment in Clause 4.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, there is no amendment in Clause 4. Clause 4 shall be deleted and the subsequent Clause be renumbered accordingly.

جناب! یہ کہتے ہیں کہ قانون سب پر لاگو ہوگا۔ قانون تو جناب! پہلے ہی سب پر لاگو ہے۔ نمبر چار Laws of the land to be respected.

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ تو outspoken ہے اس میں نہیں ہے میرے خیال میں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: یہ ہم نے agree کیا ہوا ہے اس لیے It is not opposed.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے جی agreed, not opposed. Thank you. Clause 4, if you want. میں پھر پڑھ دوں

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: نہیں جناب! پہلے amendment carry ہو جائے گی تو clause ہی ختم ہو جائے گی۔

Mr. Acting Chairman: The question is that Clause 4,.....

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں اس میں amendment ہے ہی نہیں۔ وہ paper work میں ہے آج کمی بیشی ہو گئی۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب Clause 4 کو آپ بل میں دیکھیں گے۔ Amendment اپنی جگہ ہے۔ بل کو دیکھئے۔

Mr. Acting Chairman: I put the Clause 4 to..... amendment

نہیں ہے تو then ٹھیک ہے جی۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir put the amendment in Clause 4 to the vote.

Mr. Acting Chairman: I now put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Let us move to Clause 5 now.

Senator Mian Raza Rabbani: There is an amendment in Clause 5.

Mr. Acting Chairman: There is an amendment in the name of Ch. Muhammad Anwar Bhinder in Clause 5, please move the amendment.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: In Clause 5 for the word "apply" and before the word "for", the words "to the registrar" be inserted.

Mr. Acting Chairman: Not opposed, I now put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Senator Mian Raza Rabbani: There is no amendment to Clause 6. So, put Clause 6 to the vote.

Mr. Acting Chairman: The question is that Clause 5 as amended do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 6, there is no amendment in Clause 6.

Senator Mian Raza Rabbani: Clause 6 has to be voted upon sir.

Mr. Acting Chairman: The question is that Clause 6 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: There is an amendment in the name of Ch. Muhammad Anwar Bhinder Sahib in Clause 7. Please move the amendment.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, there are three amendments, I will move them simultaneously. In Clause 7 (1) (C) for the word "applicable" the word "utilized" be substituted. In Clause 7 (1) (K) for the word "want of", the word "no" be substituted. Sub-Clause 1 (L) of Clause 7 be substituted as under:

(L) the meeting of the Executive and the General body of the Trade Union so that the executive shall meet, at least, once in every three months and the General Body, at least, once a year

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: Not opposed. I now put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The question is that Clasue 7, as amended, do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, now you can take up from 8 to 13.

Mr. Acting Chairman: There is no amendment in Clauses 8 to 13. Therefore, I put these clauses together as one question before the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: There is an amendment in the name of Ch. Muhammad Anwar Bhinder in Clause 14. Please move the amendment

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Yes sir, I beg to move that in Clause 14 for the word "a decision given", the words "an order passed" be substituted.

جناب قائم مقام چیئرمین: سارا پڑھ لیں۔

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sub-Clause (a) of Clause 14 be substituted as under:

(a) by the Labour Court under sub-section (1) or (2) of

Section 13, may appeal to the Tribunal within 30 days of the passing of the said order, and next sub-Clause (b) of Clause 14 be substituted as under:

(b) by the Registrar under sub-section (3) of section 13, may appeal to the Labour Court within 30 days of the passing of the said order.

Mr. Acting Chairman: Is it opposed?

Mr. Farooq Hamid Nack: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: I now put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The question is that Clause 14 as amended do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: There are no amendments in Clause 15. I put the amendment before the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: There is an amendment in the name of Ch. Muhammad Anwar Bhinder Sahib in Clause 16. Please move the amendment.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: I beg to move sir, that in sub-clause of Clause 16, for the words "the following shall be the powers and functions of the Registrar namely" the words "the Registrar shall have the following powers and functions" be substituted.

2. That sub Clause (d) of Clause 16 be substituted as under:

"(d) to inspect the accounts and record of the registered trade unions or investigate or hold such inquiry in the affairs of the trade union as he deem fit either by himself or through an officer subordinate to him and to authorize him in writing in this behalf".

Mr. Acting Chairman: Is it opposed?

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: I now put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The question is that Clause 16 as amended do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: There is no amendment in Clauses 17. Therefore, I put the Clause 17 before the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: There is an amendment to Clause 18. Please move the amendment.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move that in sub-Clause (h) of Clause 18, for the word "have" occurring in line 3, the word "having been" be substituted.

Senator Mian Raza Rabbani: No objection.

Mr. Acting Chairman: No objection. I now put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The question is that Clause 18 as amended do form part of the Bill.

(Th motion was carried)

Mr. Acting Chairman: There is no amendment in Clause 19. Therefore, I put this Clause before the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: There is an amendment in the name of Ch. Muhammad Anwar Bhinder in Clause 20. Please move the amendment

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move that in Clause 20, for the words "violate any law other than this Act", the words "violates any other law for the time being in forced", be substituted.

Mr. Acting Chairman: I now put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The question is that Clause 20 as amended do form of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: There is an amendment in the name of Ch. Muhammad Anwar Bhinder in Clause 21. Please move the amendment

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move

that in sub-Clause 21 (2) after the word "in" and before the word "contemplation" occurring in line 2, the words "good faith" be inserted.

Mr. Acting Chairman: Not opposed. I now put amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The question is that Clause 21 as amended do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: There are no amendments in Clause 22. The question is that Clause 22 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Senator Mian Raza Rabbani: There is an amendment to Clause 23.

Mr. Acting Chairman: There is an amendment in the name of Ch.Muhammad Anwar Bhinder. Please move the amendment.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move the amendment that in Clause 23 of the Bill, in sub-clause (1), after the word "apply" occurring in the 3rd line, the words "to the Registrar", be inserted.

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: Not opposed. I now put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The amendment is carried.

The question is that Clause 23, as amended, do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The Clause 23 as amended stands part of the Bill. There is no amendment in Clause 24. I now put it to the House

(The motion was adopted)

Mr. Acting Chairman: Clause 24 stands part of the Bill.

Senator Mian Raza Rabbani: There is an amendment to Clause 25.

Mr. Acting Chairman: There is an amendment in the name of Prof. Khurshid Ahmed, Prof. Muhammad Ibrahim Khan, Dr. Kausar Firdaus and Dr. Muhammad Said in Clause 25. Please move the amendment.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Thank you. Mr. Chairman, on my behalf and my colleagues I beg to move that in Clause 25 of the Bill, in sub-clause (2), for the words, "any such trade union which has its members not less than one-third" the words "one-fifth" should be substituted.

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: I now put the amendment to the House

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The amendment is carried. The question is that Clause 25, as amended, do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 25 as amended stands part of the Bill.

Now these 26 to 34, there is no amendment to Clause 26 to 34. Therefore, I put these clauses together as one question before the House.

The question is that Clauses 26 to 34 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clauses 26 to 34 stand part of the Bill

There is an amendment in the name of Prof. Khurshid Ahmed, Prof. Muhammad Ibrahim Khan, Dr. Kausar Firdaus and Dr. Mohammad Said in Clause 35. Please move the amendments.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman,

یہ ہماری ایک بہت ہی تھی fundamental amendment workers participation in management کے بارے میں اور خاصی لمبی ہے۔ ہماری تفصیلی discussion Leader of the House سے ہوئی اور جیسا کہ انہوں نے واضح کیا ہے کہ یہ ایک interim arrangement ہے اور چونکہ یہ ایک fundamental conceptual چیز ہے۔ تو طے یہ ہوا ہے کہ اس کو ہم defer کر دیں گے final law تک اور مجھے توقع ہے کہ اس وقت اس پر تفصیلی غور ہو گا۔ اس لئے میں اسے move کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, that is correct. We had a

detailed discussion on this and I am very grateful to Prof. Khurshid who showed understanding for the moment and I assure him that when that conference is held, this will be taken and it will be given due weightage at that time.

Mr. Acting Chairman: Then you will not take it up as it is.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, if you can now take up ....

Mr. Acting Chairman: Let me repeat it. The question is that Clause 35 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 35 stands part of the Bill.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, now from Clause 36 to 57.

Mr. Acting Chairman: Clauses 36 to 57, there is no amendment in Clauses 36 to 57. Therefore, I put these clauses together as one question before the House.

The question is that Clauses 36 to 57 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clauses 36 to 57 stand part of the Bill.

There is an amendment in Clause 58 in the names of Prof. Khurshid Ahmed, Prof. Muhammad Ibrahim Khan, Dr. Kausar Firdaus and Dr. Muhammad Said. So,please move the amendment.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Mr Chairman, on my behalf and my colleagues I beg to move that in Clause 58 of the Bill, in sub-clause (2), after the word "parties" occurring in the first line, the

words "but not exceeding two years" be inserted.

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: I now put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The amendment is carried.

The question is that Clause 58 as amended do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 58, as amended stands part of the Bill.

Now clauses 59 to 65. There is no amendment in clauses 59 to 65. Therefore, I put these together as one question before the House.

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: The House is complete.

چلیں وہ آپ نے point raise کیا---

سینیٹر آغا پری گل: منسٹر صاحب کو چھوڑیں لیکن---

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ TV پر بھی نوید قمر صاحب کو سوتے ہوئے پکڑ لیا تھا۔ آج رضا ربانی صاحب کی خاطر آپ بتائیں کہ understanding کیا ہے---

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا ربانی صاحب کو اندازہ ہو گیا ہے کہ ان کے ساتھی قیلولہ فرمانے گئے ہیں اور اپوزیشن ان کا ساتھ دے رہی ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Second reading of the Bill. Clauses 59 to 65, there is no

amendment in Clauses 59 to 65. Therefore, I put these clauses together as one question before the House.

The question is that Clauses 59 to 65 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clauses 59 to 65 stand part of the Bill.

There is an amendment in Clause 66 in the names of Prof. Khurshid Ahmed, Prof. Muhammad Ibrahim Khan, Dr. Kausar Firdaus and Dr. Muhammad Said. So, please move the amendment.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: I, on behalf of myself and my colleagues, seek the leave of the House that in Clause 66 of the Bill, in sub-clause (2):

(i) after the word and commas "discharged", occurring in the 3rd line, the word and commas "terminated" be inserted;

(ii) the following be added at the end, namely:

"However, the terms and conditions of the employment secured by the workers through collective bargaining agreements, settlements, awards and decisions of courts shall continue to be binding upon the parties until revised for betterment of workers".

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: Not opposed. I now put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried.

The question is that Clause 66 as amended do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 66, as amended, stands part of the Bill.

جتنی محنت رضا صاحب کرا رہے ہیں امید ہے کہ شام کو اچھی افطاری ہو گی۔

(قہقہے)

Mr. Acting Chairman: Second reading of the Bill. Clauses 67 to 70, there is no amendment in Clauses 67 to 70. Therefore, I put these clauses together as one question before the House.

The question is that Clauses 67 to 70 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clauses 67 to 70 stand part of the Bill.

There is an amendment in the names of Prof. Khurshid Ahmed, Prof. Muhammad Ibrahim Khan, Dr. Kausar Firdaus and Dr. Muhammad Said. So, please move the amendment.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Thank you. Mr. Chairman, on my behalf and on behalf of Prof. Muhammad Ibrahim Khan, Dr. Kausar Firdaus and Dr. Muhammad Said, I beg to move that in Clause 71 of the Bill, in sub-clause (2), the following be added at the end, namely:-

"Labour Courts shall have the powers of Director Grade-1 and exercise such powers of recovery as determined by it."

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: Not opposed. Now I put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The amendment is carried.

The question is that Clause 71, as amended, do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 71, as amended, stands part of the Bill.

Clauses 72 to 90, there is no amendment.

Senator Mian Raza Rabbani: No sir, clauses 72 to 87.

Mr. Acting Chairman: Clauses 72 to 87. There is no amendment in Clauses 72 to 87, therefore, I put these clauses together as one question before the House. The question is that Clauses 72 to 87 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The Clauses 72 to 87 stand part of the Bill.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, there is an amendment by me in Clause 88 of the Bill.

Mr. Acting Chairman: Please, move the amendment.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move that in Clause 88, a new sub-clause (d) may be added to the effect that unless repealed

earlier this Act shall stand repealed on 30th April, 2010.

Mr. Acting Chairman: I think, you are not going to oppose yourself.

Senator Mian Raza Rabbani: No, sir, I am not opposing.

(Laughters)

Mr. Acting Chairman: Now I put the amendment to the House

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Now the question is that Clause 88, as amended, do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The Clause 88 as amended stands part of the Bill.

Now, I come down to the Preamble. We take up Clause 1, the Preamble,

Senator Mian Raza Rabbani: No sir, Clauses 89 and 90 and the Schedule.

Mr. Acting Chairman: They are unanimous.

ان میں کوئی problem تو نہیں ہے۔

Mr. Acting Chairman: There is no amendment in Clauses 89 and 90. Therefore, I put these clauses and the Schedule together as one question before the House. The question is that Clauses 88, 89 and the Schedule do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clauses 88, 89 and the Schedule stand part of the Bill. Now, we take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. There is an amendment in the names of Prof. Khurshid Ahmad, Prof. Ibrahim, Dr. Kauser and Dr. Muhammad Said in Clause 1. Please move the amendment.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! یہ amendment بھی ان issues میں سے ہے جن کے بارے میں ہمارے درمیان discussion ہوئی ہے۔ گو ہماری نگاہ میں ہماری amendment بہت important ہے' اس لیے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ عام services اور پولیس کے علاوہ ہر جگہ یونین سازی کا حق ملنا چاہیے جو اس وقت حاصل نہیں ہے لیکن چونکہ یہ ایک ایسا issue ہے جس پر اختلاف رائے پایا جاتا ہے' اس پر افہام وتفہیم کی ضرورت ہے اور Leader of the House نے assure کیا ہے کہ جو interim arrangement کیا گیا ہے' اس میں ہم ان سے تعاون کریں اور جب meeting میں یہ طے ہو جائے گا' اس وقت اس issue کو لے لیا جائے گا۔ اس لیے میں اس پر insist نہیں کرتا۔

Senator Mian Raza Rabbani: I would just like to add here that let me be on record that in principle, I entirely agree with the amendment that honourable Prof. Khurshid and other Senators has moved that there should be the least restriction on trade union activities but as I have explained to them that unfortunately, I am saddled with certain responsibilities and because of those constraints, I had to ask that the present restriction which deals with essentially security services and some essential services, they may be allowed for the time being to be continued because we know what the situation is in these days. I am

grateful to Prof. Khurshid that he has agreed that the interregnum may continue and that let the tripartite conference look at it in greater detail and see what they want to delete but again on the record, I want it to be very clear that in principle, I support this amendment.

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کا مطلب ہے کہ the amendment is not required in this particular reference.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جی۔ دوسری انور بھنڈر صاحب کی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ انور بھنڈر صاحب کی ہے۔

There is another amendment in the name of Ch. Muhammad Anwar Bhinder Sahib in Cluase 1, please move the amendmen..

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move that the Industrial Relations Ordinance 2008, as reported by the Standing Committee on Labour, Manpower and Overseas Pakistanis, the word "it" occurring at the begining of sub-clause 3 of Clause-1, be deleted and the following words be added for it, "It shall apply to all persons employeed to any establishment or industry but".

جناب والا' اس کے متعلق عرض ہے کہ اس Act میں یہ تو دیا ہوا ہے کہ ان چیزوں پر apply نہیں کرے گا لیکن اس کی تفصیل نہیں دی گئی کہ یہ apply کس پر کرے گا۔ یہ چیز ہم اس amendment میں لے کر آئے ہیں کہ یہ ان لوگوں پر apply کرے گا اور ان پر نہیں کرے گا کیونکہ original section میں صرف یہ تھا کہ ان ان چیزوں پر apply نہیں کرے گا۔ یہ amendment agreed ہے اور یہ ان لوگوں پر apply کرے گا جو industrial, establishment یا industries میں ملازمین ہیں اور باقیوں پر apply نہیں کرے گا۔

Mr. Acting Chairman: Is it not opposed?

سینیٹر میاں رضا ربانی: جی نہیں۔ بھنڈر صاحب! جو باقی ہیں، ان کو بھی move کر دیں۔

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: In sub-cluase 3(c) of Clause 1, the word "such" occurring in line 2, be deleted. And in sub cluase 3 (e) of Clause 1, for the words "establishment maintained" occurring in line 1, the words "establishment or institution" be substituted.

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Acting Chairman: Not opposed. Now, I put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The amendments stand part of the Bill.

Now, we take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 1, the Preamble and the Title stand part of the Bill.

رضا صاحب! اب آپ item No. 9 move کریں۔

Senator Mian Raza Rabbani: I beg to move that the Bill to consolidate and rationalize the law relating to formation of trade unions and improvement of relations between employers and workmen [The Industrial Relations Bill, 2008], be passed.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that the Bill to consolidate and rationalize the law relating to formation of trade unions and improvement of relations between employers and workmen [The Industrial Relations Bill, 2008], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The Bill stands passed unanimously.

(Desks thumping)

پہلی بات یہ ہے کہ سارے ہاؤس کو مبارک ہو کہ real legislation کا کام ہوا ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے ہاؤس کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کہ ہم سب شامل ہیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful to the Opposition.

A. At the time of amendments for moving the amendments and for sitting down with us and showing a very reasonable attitude while discussing the amendments.

B. I am grateful to the Leader of the Opposition and the Leader of the Parliamentary Parties, across the board, for the cooperation that they showed. I realized that it is Ramadan and it is now getting on quarter to four almost. I am grateful to them and grateful to all the individual members on the Treasury and mostly the Opposition members.

Mr. Acting Chairman: Today the Opposition stood by you.

Senator Mian Raza Rabbani: But I can assure you that this is

a red letter day because we have passed a historic law, historic in the terms that it undoes a balck law

یا جسے ہم پنجابی میں کالا شاہ کالا قانون کہتے ہیں جو ایک آمر نے اس ملک کی working classes کے حقوق کو غصب کرنے کے لیے یہاں پر نافذ کیا تھا۔ آج سینیٹ کو اس بات کا اعزاز حاصل ہے کہ اس نے اس قانون کو پاس کیا aeross the board, اس میں' میں Treasury Benches کا credit نہیں لے رہا' میں سینیٹ کو credit دے رہا ہوں۔ یہ ایوان بالا کا ہے کہ پہلی ضرب سینیٹ نے لگائی ہے اور اس کالے قانون کو ختم کیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر ابراہیم صاحب' آپ major mover ہیں' آپ کچھ کہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب والا! میں دو منٹ عرض کرنا چاہوں گا۔ میں اس قانون پر بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میں حکومت کے اس رویے کو بھی خوش آئند قرار دیتا ہوں کہ اس سیشن میں دو ordinances laid down ہوئے تھے' ان میں ایک ordinance تو introduce ہوا اور دوسرا بھی رکھا گیا تھا جو کہ introduce نہیں ہوا۔ یہ بہت ہی اچھا اقدام ہے کہ legislation کو ordinances کے ذریعے نہیں بلکہ پارلیمنٹ کے ذریعے آگے لے جایا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اس روایت کو برقرار رکھا جائے گا۔

جناب والا! اس کے علاوہ ایک چھوٹا سا مسئلہ ہمارے سینیٹ کے ملازمین کا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہماری فنانس کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ملازمین کی House Rent کی مد میں جو 5% کٹوتی ہوتی ہے' وہ سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ملازمین سے نہ کی جائے لیکن اس وقت ایک مشکل پیش آ رہی ہے کہ ہمارے جو ملازمین ریٹائر ہو رہے ہیں' ان کو NOC اس بنیاد پر نہیں دیا جا رہا ہے کہ ان سے 5% House rent کی کٹوتی نہیں ہوئی ہے۔ اگر Leader of the House کی تھوڑی سی توجہ ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا صاحب! ہاؤس رینٹ کی کچھ کٹوتی کا معاملہ ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ملازمین سے پانچ فیصد

ہاؤس رینٹ کٹوتی، فنانس کمیٹی کے فیصلے کے نتیجے میں ختم کی گئی تھی۔ اب ہمارے جو ملازمین ریٹائر ہو رہے ہیں، ان کو اسٹیٹ آفس کی طرف سے این او سی اس بنیاد پر نہیں دیا جا رہا کہ آپ کی پانچ فیصد کٹوتی نہیں ہوئی ہے حالانکہ وہ فنانس کمیٹی کے فیصلے کے نتیجے میں نہیں ہوئی۔ اسٹیٹ آفس کو direct کیا جائے کہ ہمارے ملازمین کے جو این او سی روکے ہوئے ہیں، وہ ان کو جاری کر دیئے جائیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! کاکڑ صاحب کا اسی ہاؤس سے تعلق ہے۔ پروفیسر صاحب نے جو بات کی ہے وہ میں ان کے نوٹس میں لے آتا ہوں اور انشاء اللہ وہ اس کو کر دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you very much ابھی ہاؤس کو adjourn کرتے ہیں for tomorrow 10:30. کل جمعے کی نماز ہے۔ سیشن لمبا ہو گیا تو جمعہ بھی پڑھنا ہے۔ 10:30 we will all get together لیکن نیشنل اسمبلی کی ہماری سپیکر صاحبہ نے باجوڑ اور فاٹا کے لیے ایک فنڈ قائم کیا ہے۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ donations دیں تاکہ کچھ جمع ہو جائے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: اپنی مرضی سے دیں۔ میرے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ رضا صاحب اچھا افطار کھلائیں، اسی طرح بل پاس ہوتے رہیں گے۔ اگر خشک قسم کا افطار کھلائیں گے تو پھر amedments بہت آئیں گی۔

[The House was then adjourned to meet again on Friday, 5th September, 2008 at 10:30 a.m.]
